عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۰ | ۱۲تا۱۹ر ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۳تا۳۰رجون ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۲۴

دینی جدّوجہد کے لیے عوامی بیداری کی ضرورت

مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانی مردہ کی تدفین

میراث وہبہ اور خواتین سے ناانصافی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

قضا نمازوں کے ادا کرنے کا طریقہ

س:...... بالغ ہونے کے بعد سے کچھ نمازیں چھوڑ دی ہوں اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کتنی ہیں؟ تو کس طرح ان کی قضا کرنی ہوگی۔ یعنی اکثر اوقات تو پڑھی ہیں، لیکن کبھی کبھی چھوڑی ہیں تو اب کیا کرنا چاہئے؟

ج:...... اندازہ لگائیں کہ کون سی نماز چھوڑی ہے اور کتنی چھوڑی ہیں، پھر ان کی قضا کریں اور اس کے بعد احتیاطاً کچھ عرصہ نمازیں قضا پڑھتے رہیں، یہاں تک کہ اطمینان ہو جائے کہ اب کوئی نماز ذمہ باقی نہیں ہوگی اور احتیاطاً جو نمازیں بطور قضا پڑھیں انہیں اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ ملالیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ ان نمازوں کو فجر اور عصر کے بعد نہ پڑھیں اور مغرب اور وتر کی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ کرکے ایک رکعت اور ملالیا کریں اور اگر معلوم شدہ نمازیں قضا پڑھنی ہوں تو پھر ان کو ہر وقت پڑھ سکتے ہیں، سوائے مکروہ اوقات (سورج طلوع ہوتے وقت، غرب ہوتے وقت اور عین زوال کے وقت) کے۔

’’طلاق دے دوں گا‘‘ کے الفاظ کہنا

س:...... ایک شخص گھریلو تنازع پر اپنی بیوی سے کہے کہ: ’’اگر تم نے زبان بند نہیں کی تو میں تم کو طلاق دے دوں گا۔‘‘ اور اس کے بعد دو مرتبہ کہا کہ: ’’میں نے تم کو طلاق دی‘‘ اب وہ شخص اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے؟

ج:...... شوہر کا بیوی سے یہ کہنا کہ: اگر تم نے زبان بند نہیں کی تو طلاق دے دوں گا۔ اس جملہ سے تو طلاق نہیں ہوگی، لیکن اس کے بعد دو مرتبہ کہا کہ: ’’میں نے تم کو طلاق دی‘‘ اس سے دو طلاقیں رجعی واقع ہو جائیں گی۔ جن کا حکم یہ ہے کہ: عدت کے اندر یعنی تین ماہواری گزرنے سے پہلے پہلے شوہر اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے، بہتر ہے کہ دو گواہوں کے سامنے بیوی سے کہہ دے کہ ’’میں نے تم سے رجوع کیا‘‘ لیکن اگر عدت گزر گئی اور رجوع نہیں کیا تو پھر باہمی رضامندی سے نیا مہر مقرر کرکے دوبارہ نکاح کرنا ہوگا اور آئندہ شوہر کے پاس صرف ایک طلاق کا اختیار ہوگا۔ اب اگر ایک مرتبہ بھی طلاق دی تو بیوی حرمت مغلظہ کے ساتھ اس پر حرام ہو جائے گی اور شرعی حلالہ کئے بغیر دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکے گا۔

زکوٰۃ و فدیہ مسجد میں نہیں دیا جاسکتا

س:...... مرحوم شخص کی نماز، روزوں کا فدیہ اگر مسجد میں دے دیا جائے تو فدیہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟ اسی طرح زکوٰۃ دے دی جائے تو کیا حکم ہے؟

ج:...... مسجد میں زکوٰۃ، فدیہ دینے سے ادا نہیں ہوگا، بلکہ کسی مستحق زکوٰۃ کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے۔ مسجد کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۰ ۱۲تا۱۹رذوالقعدہ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۳تا۳۰رجون ۲۰۲۱ء شمارہ:۲۴

اس شمارے میں!

مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانی مردہ....	۴	محمد اعجاز مصطفی
دینی جدوجہد کے لئے عوامی بیداری....	۶	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
میراث وہبہ اور خواتین کے ساتھ ناانصافی	۸	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
وبائی بیماریوں سے اجتناب کریں......	۱۱	حضرت مولانا عبیداللہ خالد مدظلہ
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی وتبلیغی اسفار	۱۴	ادارہ
مولانا سرفراز خان صفدرؒ... حیات وخدمات	۱۸	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا عبدالرزاقؒ لودھراں	۲۰	" " " " "
سیرت پاک کے چند روشن ابواب (۱۹)	۲۱	حافظ محمود راجہ، سجاول
واقعہ سورۂ فیل	۲۵	مولانا عبدالمتین، لیاری کراچی

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانی مردہ کی تدفین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

ضلع شیخوپورہ کی تحصیل صفدر آباد کے گاؤں نواں کوٹ المعروف پھائے والی میں ایک قادیانی آنجہانی ہوا، قادیانیوں نے اس مردے کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردیا، اس پر علاقہ کے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا، مسلمانوں اور قادیانیوں میں جھگڑا ہوا اور قادیانیوں نے مسلمانوں پر دہشت گردی اور ظلم و بربریت کی انتہا کردی۔ جیسا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شیخوپورہ کی اس پریس ریلیز سے واضح ہوتا ہے۔

’’لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شیخوپورہ کا اجلاس غلہ منڈی صفدر آباد میں منعقد ہوا۔ تفصیلات کے مطابق گزشتہ روز قادیانی گن پوائنٹ پر مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانی مردہ کو دفن کرکے قانون کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے احتجاج کرنے والے مسلمانوں کو ڈنڈوں سوٹوں کے ساتھ زدوکوب کرتے رہے اور ساتھ ساتھ مسلمانوں کو مزید خوف زدہ کرنے کے لیے رائفلوں سے ہوائی فائرنگ کرکے قانون کے رکھوالوں کا مذاق بھی اُڑاتے رہے، قاری وقار کے بیان کے مطابق سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اطلاع ہونے کے باوجود پولیس کی نفری اُس وقت پہنچی جب قادیانی اپنا مردار دفن کرکے درجنوں غریب مسلمانوں کو زخمی کرچکے تھے۔ تفصیلات کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شیخوپورہ کا اجلاس بلاتفریق مسالک جماعتی امیر قاری ابوبکر کی سربراہی میں جامع مسجد مدنی غلہ منڈی صفدر آباد میں ہوا، جس میں کثیر تعداد میں علماء و کارکنان، دیگر جماعتوں کے ذمہ داران اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے درجنوں حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں اس بات پر اتفاق رائے کیا گیا کہ اسلامی اور ریاستی آئین کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے یہ اجلاس حکام بالا سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کی دن بدن بڑھتی ہوئی غیرقانونی سرگرمیوں اور ہٹ دھرمیوں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ غریب دیہاتی مسلمانوں کو پیٹنے کے باوجود انتظامیہ کی طرف سے اسے ایک معمولی جھگڑا قرار دے کر اور سادے کاغذ پر ایک نام نہاد مصالحت نامہ ترتیب دے کر سادہ لوح مسلمانوں سے پریشرائز کرکے دستخط لیے گئے ہیں اور قادیانیت نوازی کا جو کردار ادا کیا گیا ہے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس کو مکمل طور پر مسترد کرتی ہے اور حکام بالا سے مطالبہ کرتی ہے کہ آئینی و شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے قادیانی مردار کو نکلوا کر چناب نگر یا پھر مرزائیوں کی ذاتی زمین میں دفن کرا کے مضروب مسلمانوں کے زخمی دِلوں پر بھی مرہم لگائیں اور اَسلحہ نمائی اور ہوائی فائرنگ کرکے مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے کی کوشش کرنے والے نامزد قادیانیوں کے خلاف ایف آئی آر درج کرکے فوری طور پر قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اجلاس یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کو قبرستان کی مد میں، جبکہ اُن کے لئے ایک کنال ہی کافی ہے، از خود تین کلّے (مربع نمبر 47 کا کیلہ نمبر 21، 22، اور 23/1) سرکاری زمین سے نوازنے والے مذکورہ علاقہ کے ڈی ایس پی، ایس ایچ او اور پٹواری کی انکوائری کرکے وضاحت کی جائے کہ اِن کو یہ اِختیار کس نے دیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشرواشاعت مولانا عزیز الرحمن ثانی، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، سیکرٹری جنرل لاہور مولانا علیم الدین شاکر، نائب امیر پیر رضوان نفیس، سرپرست قاری جمیل الرحمن اختر، جمعیت

علمائے اسلام کے رہنما مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا خالد محمود، مولانا عبدالعزیز، قاری ظہور الحق، قاری محمد اقبال، مولانا سید عبداللہ شاہ نے ضلع شیخوپورہ کی تحصیل صفدر آباد کے نواحی گاؤں نواں کوٹ المعروف پھائے والی چک نمبر 79 ر۔ب کے مسلمانوں پر قادیانی دہشت گردی کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانیوں نے ریاست کے اندر ریاست بنائی ہوئی ہے۔علماء کرام نے کہا ہے کہ گاؤں کے قادیانی ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ملکی حالات خراب کرنے پر تلے ہیں، قادیانی کھلی دہشت گردی پر اتر آئے ہیں، جس سے علاقہ میں شدید اشتعال پایا جاتا ہے۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ گورنر، وزیراعلیٰ اور آئی جی پنجاب قادیانی دہشت گردی کا فوری نوٹس لیں اور قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بناتے ہوئے قادیانی مردہ کو فوری طور پر مسلمانوں کے قبرستان نکالا جائے، اگر قادیانی مردہ کو مسلمانوں کے قبرستان سے نہ نکالا گیا تو حالات کے خراب ہونے کی تمام تر ذمہ داری انتظامیہ ہی پر عائد ہوگی۔"

اب سوال یہ ہے کہ کیا ازروئے شریعت اور مقامی تعامل کے کوئی قادیانی اپنا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرسکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قادیانی مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔اس لئے کہ قادیانی غیر مسلم، کافر اور زندیق ہیں، ان پر مرتدین کے احکام جاری ہوتے ہیں۔جس طرح کسی غیر مسلم کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں، اسی طرح کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں۔اس لئے اگر کسی کا عزیز قادیانی مرتد ہوجائے تو وہ نہ اسے غسل دے، نہ کفن دے اور نہ ہی قادیانیوں کے سپرد کرے، بلکہ گڑھا کھود کر اسے کتے کی طرح اس میں ڈال دے۔وجہ اس کی یہ ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان کو اہل اسلام نے صرف مسلمانوں کی میتوں کے لئے وقف کیا ہے۔قادیانی یا کسی کافر مردہ کو وہاں دفن کرنا غصب ہے اور جس مردہ کو غصب شدہ زمین میں دفن کیا جائے، اس کا نبش یعنی اس کو اکھاڑنا اور اس زمین سے اس کو نکالنا لازم ہے۔اس لئے کہ کافر و مرتد کی لاش جب کہ غیر محل میں دفن کی جائے تو وہ لائق احترام نہیں، جیسا کہ مسجد نبوی کی جگہ جب خریدی گئی تو اس میں کافروں کی قبریں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کافروں کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم دیا۔چنانچہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں، عیسائیوں حتیٰ کہ قادیانیوں کے قبرستان الگ الگ ہوتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ قادیانی وقتاً فوقتاً اپنا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی ناپاک جسارت اور کوشش کرتے ہیں؟ اس کا مقصد اور مطلب ملک میں سوائے شر وفساد برپا کرنے کے اور کچھ نہیں۔

حتیٰ کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر کوئی مسلمان میت بھی غصب شدہ زمین میں دفن کی جائے تو اس کو بھی وہاں سے نکالنا لازم ہے چہ جائیکہ کسی کافر اور مرتد قادیانی کی میت ہو۔اس لئے اہل علاقہ اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس قادیانی مردہ کو فی الفور اس قبرستان سے نکالا جائے۔اگر مسلمان عوام اور حکومت اس تصرف بے جا اور غاصبانہ حرکت پر خاموش رہیں گے اور اس غصب کے ازالہ کی کوشش نہیں کریں گے تو سب گناہ گار ہوں گے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان مین دفن کرنے سے مسلمان میتوں کو ایذا ہوتی ہے اور مسلمان میتوں کو ایذا سے بچانا ضروری ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ جب مسلمانوں کے قبرستان میں کافروں کو دفن کیا جائے گا تو مسلمانوں کو اپنے فوت شدہ مسلمانوں کی قبور پر جانے اور ان کے لئے دعا واستغفار کا حکم ہے، جب کہ قرآن کریم کی رو سے کسی کافر کے لئے دعا واستغفار کرنا جائز نہیں تو مسلمانوں کو اشتباہ اور دھوکا ہوگا۔اس دھوکے سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ کوئی کافر مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔

بہرحال ہمارا پرزور مطالبہ ہے کہ حکومت فوری طور پر ایکشن لے اور اس قادیانی مردہ کو مسلمانوں کے قبرستان سے نکالنے کے انتظامات کرے تاکہ علاقہ کے مسلمانوں میں جو تشویش اور غم وغصہ ہے اس کا سدباب ہو، اور ساتھ ہی ان مسلمان قبور کو بھی اس سے راحت ملے۔امید ہے کہ حکومت پنجاب فوری اس پر ایکشن لے گی اور مسلمانوں کے اس مطالبہ کو پورا کرے گی، ورنہ اندیشہ ہے کہ شیخوپورہ سے اٹھنے والا یہ اضطراب اور غم وغصہ کہیں تحریک کا روپ نہ دھار لے اور اس سے نمٹنا پھر حکومت کے لئے مشکل ہوجائے۔ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

دینی جدوجہد کے لئے
عوامی بیداری کی ضرورت

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

۳ر جون کو لاہور میں ’’ملی مجلس شرعی پاکستان‘‘ اور۵رجون کو’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کے اجلاسوں میں شرکت ہوئی اور مختلف دینی راہنماؤں اوراحباب کے ساتھ پیش آمدہ امور پر تبادلۂ خیالات کا موقع ملا۔ اہم عنوانات کم وبیش ملک بھر کے دینی حلقوں میں مشترکہ طور پر درپیش ہیں اورآراو خیالات میں بھی ہم آہنگی پائی جاتی ہے، البتہ اجتماعی جدوجہد کے لئے علماء کرام اور دینی کارکن ہر جگہ کسی متحرک قیادت کے سامنے آنے کے منتظر ہیں، بلکہ بعض حلقوں میں اس سلسلہ میں بے چینی بڑھتی جارہی ہے کہ عوامی سطح پر قیادتوں کا مشترکہ موقف تو واضح ہے مگر جدوجہد کا رخ اور طریق کار سامنے آنے میں تاخیر ہورہی ہے۔ ان مسائل پر ان کالموں میں ہم پہلے بھی متعدد بار گزارشات پیش کر چکے ہیں، البتہ ایک بار پھر نظر ڈال لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مسجد اقصیٰ کی حرمت وتقدس کے تحفظ اور فلسطینیوں پر اسرائیل کے بڑھتے ہوئے جبر وظلم کی روک تھام کے حوالہ سے حکومت پاکستان کی طرف سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس پر اقوام متحدہ اور عالمی اداروں میں آواز بلند کی جائے گی اور متعلقہ فورموں میں موقف پیش کیا جائے گا، مگر دو باتیں ہنوز تشنہ ہیں۔ ایک یہ کہ مسجد اقصیٰ، فلسطین اور اس کے ساتھ کشمیر کے بارے میں عالمی سطح پر آواز بلند کرنے کا لائحہ عمل اور طریق کار کیا ہوگا کیونکہ آواز بلند کرنے کی بات تو ہم اس سے قبل بھی کرتے آرہے ہیں لیکن اس سلسلہ میں کوئی عملی پیش رفت دکھائی نہیں دے رہی، جس سے یہ ساری تگ ودو زبانی جمع خرچ دکھائی دیتی ہے۔

ناموس رسالت کے قوانین کے بارے میں یورپی یونین کی قرارداد کا مسئلہ بھی اسی طرح توجہ طلب ہے، اس کے لئے یورپی یونین سے گفت وشنید کی بات تو ہوئی ہے مگر کوئی عملی پروگرام نظر نہیں آرہا، بلکہ اس سلسلہ میں یہ بات خصوصی طور پر غور طلب ہے کہ یورپی یونین اور دیگر عالمی اداروں میں تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے سلسلہ میں ملت اسلامیہ اور پاکستان کے موقف کی ترجمانی کون کرے گا؟ ماضی کے تجربات گواہ ہیں کہ اس معاملہ میں ہمارا سفارتی ماحول اور عملہ کافی نہیں ہے کیونکہ سفارتی ماحول اور عملہ میں نہ تو ان مسائل سے آگاہی پائی جاتی ہے اور نہ ہی کمٹمنٹ نظر آتی ہے، اس کے لئے دستور پاکستان، مسئلہ ختم نبوت اور قانونی و دینی ماہرین کے وفود کی صورت ہی قابل عمل ہوسکتی ہے۔

اوقاف قوانین کا تنازع بدستور حل طلب ہے، متنازعہ قوانین جن کے بارے میں دینی و قانونی حلقوں کا مؤقف واضح ہے کہ یہ مذہبی آزادی، دستوری تقاضوں، شرعی قوانین اور شہری حقوق سے متصادم ہیں۔ وفاقی اور صوبائی سطح پر نافذ ہوچکے ہیں، صرف عملدرآمد کا مرحلہ باقی ہے جس سے ملک بھر کی مساجد و مدارس اور اوقاف IMF اور FATF کی نگرانی میں چلے جائیں گے اور ایسٹ انڈیا کمپنی طرز کی غلامی کا ایک نیا دور شروع ہوجائے گا۔ مگر دینی وقانونی حلقوں کے احتجاج و اضطراب کو غیر رسمی مذاکرات اور غیر اعلانیہ وعدوں کی صورت میں مسلسل ٹرخایا جارہا ہے جو سخت پریشان کن ہے، اس سلسلہ میں حال ہی میں سوشل میڈیا پر گردش کرنے والی بعض خبروں میں بتایا گیا ہے کہ ان متنازعہ اوقاف قوانین پر عملدرآمد روک دیا گیا ہے اور ان میں دینی حلقوں کی پیش کردہ ترمیم کو قبول کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے، مگر نہ تو اس کا کوئی باضابطہ اعلان کسی مجاز اتھارٹی کی طرف سے سامنے آیا ہے اور نہ ہی یہ واضح کیا گیا ہے کہ جن دینی حلقوں کے ساتھ مذاکرات اور ان کی پیش کردہ ترامیم قبول کرنے کی بات کی جارہی ہے وہ کون سے حلقے ہیں؟ ہمارے ہاں یہ روایت چلی آرہی ہے کہ مذاکرات کی میز پر دوسری طرف بھی اپنی مرضی کے لوگ بٹھا کر مذاکرات کا مرحلہ نمٹا دیا جاتا ہے اور غالباً اب بھی یہی ہونے جارہا ہے، اس لئے یہ واضح کرنے

کی ضرورت ہے کہ اس سلسلہ میں دینی حلقوں کی نمائندگی کا حق صرف ’’اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ‘‘ کو ہے اور اس متفقہ فورم کو اعتماد میں لئے بغیر اوقاف قوانین کے بارے میں کیا جانے والا کوئی فیصلہ قابل قبول نہیں ہوگا۔

تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کے مشترکہ فورم ’’ملی مجلس شرعی پاکستان‘‘ نے جس کی صدارت کی ذمہ داری راقم الحروف کے سپرد ہے، رمضان المبارک سے قبل اعلان کیا تھا کہ ہم رمضان کے بعد قومی سطح پر مشترکہ مشاورت کا اہتمام کر کے اس سلسلہ میں اجتماعی مؤقف اور جدوجہد کے لئے لائحہ عمل طے کریں گے، ہم اس کے لئے تیاری کر رہے ہیں، البتہ جمعیت علماء اسلام پاکستان کے امیر مولانا فضل الرحمٰن کی طرف سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ ۲۷؍ جون کو لاہور میں مساجد و مدارس اور اوقاف کے معاملہ میں قومی مشاورتی کانفرنس کا اہتمام کر رہے ہیں، ہم نے اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے ملی مجلس شرعی کے پروگرام کو سردست مؤخر کر دیا ہے اور اب ہم اس قومی مشاورت کے بعد اس کے فیصلوں کی روشنی میں نیا لائحہ عمل طے کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے ساتھ افغان طالبان اور امریکا کے مذاکرات کے نتیجے میں افغانستان سے امریکی فوجوں کے انخلا کے بعد امریکا نے پاکستان سے فوجی اڈوں کا جو تقاضا کیا ہے وہ بھی ایک اہم مسئلہ کی صورت اختیار کر گیا ہے اور سنجیدہ دینی و سیاسی قیادتوں کی طرف سے اس کی دوٹوک مخالفت کی جا رہی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ کسی بھی عالمی طاقت کو اپنے ملک میں فوجی اڈے فراہم کرنا قومی خود مختاری کے منافی اور ملکی سالمیت کے لئے چیلنج ہے جسے قبول نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ ہمارا سابقہ تجربہ ہے کہ ہم نے نائن الیون کے بعد امریکا کو افغانستان میں کارروائی کے لئے صرف راہداری فراہم کی تھی جس کے تلخ اور سنگین نتائج اب تک ہم بھگت رہے ہیں، اس تجربہ کے بعد ملک کا کوئی محب وطن شخص امریکا کو فوجی اڈے دینے کی بات آرام سے نہیں سن سکتا۔ بہرحال یہ مسئلہ بھی سنگینی میں دوسرے مسائل سے کم نہیں ہے اور قوم اس حوالہ سے واضح اور دوٹوک انکار سننا چاہتی ہے۔

ان مسائل پر عوام کے جذبات و احساسات واضح ہیں اور بے چینی و اضطراب بڑھتا جا رہا ہے جبکہ اس سلسلہ میں قومی سطح پر مشترکہ قیادت کا خلا بہرحال موجود ہے، ہمیں امید ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن کی ۲۷؍ جون کی مجوزہ قومی مشاورت کانفرنس میں ان اہم امور پر تحریک تحفظ ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ طرز کی ہمہ گیر عوامی جدوجہد کا کوئی پروگرام ضرور طے پا جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس لئے کہ قومی معاملات میں غیر ملکی مداخلت کی روک تھام مذہبی و سیاسی حقوق کی بحالی اور دستور کی بالادستی و عملداری کے لئے یہ بہرحال ناگزیر ہے۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۸؍ جون ۲۰۲۱ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اسلام کی روح ہے.......... مرسلہ: عبدالقدیر، کوٹ ادو

معروف کالم نگار جاوید چوہدری اپنے ایک کالم میں لکھتے ہیں: ’’فرانس میں ایک دن میں کافی شاپ میں بیٹھا کافی پی رہا تھا کہ میری برابر والی ٹیبل پر ایک داڑھی والا آدمی مجھے دیکھ رہا تھا۔ میں اٹھ کر اس کے پاس جا بیٹھا اور میں نے اس سے پوچھا: کیا آپ مسلمان ہیں؟ اس نے مسکرا کر جواب دیا نہیں! میں جارڈن کا یہودی ہوں اور میں ربی ہوں اور پیرس میں اسلام پر پی ایچ ڈی کر رہا ہوں، تو میں نے پوچھا: تم اسلام کے کس پہلو پر پی ایچ ڈی کر رہے ہو؟ وہ شرما گیا اور تھوڑی دیر سوچ کر بولا: میں مسلمانوں کی شدت پسندی پر ریسرچ کر رہا ہوں۔ میں نے قہقہہ لگایا اور اس سے پوچھا: تمہاری ریسرچ کہاں تک پہنچی؟ تو اس نے کافی کا لمبا سپ لیا اور بولا میری ریسرچ مکمل ہو چکی ہے اور میں اب پیپر لکھ رہا ہوں۔ میں نے پوچھا تمہاری ریسرچ کی فائنڈنگ کیا ہے؟ اس نے لمبا سانس لیا، دائیں بائیں دیکھا گردن ہلائی اور آہستہ آواز میں بولا کہ میں پانچ سال کی مسلسل ریسرچ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلمان اسلام سے زیادہ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرتا ہے، یہ اسلام پر ہر قسم کا حملہ برداشت کر جاتے ہیں لیکن یہ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پر اٹھنے والی انگلی برداشت نہیں کرتے۔ یہ جواب میرے لئے حیران کن تھا، میں نے کافی کا مگ میز پر رکھا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا، وہ بولا: میری ریسرچ کے مطابق مسلمان جب بھی لڑے، یہ جب بھی اٹھے اور یہ جب بھی لپکے اس کی وجہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات تھی۔ آپ خواہ اس کی مسجد پر قبضہ کر لیں، آپ اس کی حکومتیں ختم کر دیں، آپ قرآن مجید کی اشاعت پر پابندی لگا دیں یا آپ ان کا پورا پورا خاندان ختم کر دیں یہ برداشت کر جائیں گے، لیکن آپ جونہی ان کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام غلط لہجے میں لیں گے یہ تڑپ اٹھیں گے اور اس کے بعد آپ پہلوان ہوں یا فرعون یہ آپ سے ٹکرا جائیں گے۔ میں حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا اور بولا: میری فائنڈنگ ہے: جس دن مسلمان کے دلوں میں محمد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت نہیں رہے گی، اس دن اسلام ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ اگر اسلام کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو مسلمانوں کے دلوں سے ان کا رسول نکالنا ہوگا، اس نے اس کے ساتھ ہی کافی کا مگ نیچے رکھ دیا، اپنے کپڑے کا تھیلا اٹھایا کندھے پر رکھا سلام کیا اٹھ کر چلا گیا، لیکن میں اس دن سے ہکا بکا بیٹھا ہوں، میں اس یہودی ربی کو اپنا محسن سمجھتا ہوں، کیونکہ میں اس سے ملاقات سے پہلے تک صرف سماجی مسلمان تھا، لیکن اس نے مجھے دو فقروں میں پورا اسلام سمجھا دیا، میں جان گیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت اسلام کی روح ہے اور یہ روح جب تک قائم ہے، اس وقت تک اسلام کا وجود بھی سلامت ہے، جس دن یہ روح ختم ہو جائے گی، اس دن ہم میں اور عیسائیوں اور یہودیوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔

میراث وہبہ

اور خواتین کے ساتھ ناانصافی

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اسلام کا معاشی اور مالی نظام اس اصول پر مبنی ہے کہ ایک ہی شخص کے پاس دولت کا ارتکاز نہ ہو، دولت زیادہ سے زیادہ تقسیم ہوتی رہے؛ تاکہ غریبوں اور دولت مندوں کے درمیان معاشی فاصلہ کم ہو اور حد سے زیادہ دولت کی وجہ سے انسان کے اندر جو اخلاقی مفاسد پیدا ہوتے ہیں اور ایک ہی شخص کے پاس دولت کے ارتکاز کی وجہ سے سماج کے ایک طبقہ میں احساسِ محرومی کی وجہ سے تشدد اور دہشت گردی کا جو رجحان نشوونما پاتا ہے، اس کا سد باب ہوسکے۔ تقسیمِ دولت کا جو نظام اسلام نے بنایا ہے، اس میں ترکہ و میراث کے قانون کو بڑی اہمیت حاصل ہے؛ کیوں کہ اس میں خود اس شخص کے ارادہ و اختیار کو کوئی دخل نہیں ہے، اگر مرنے والا شخص اپنی دولت کو کسی ایک ہی وارث کے حق میں مرتکز کرنا بھی چاہے تو نہیں کرسکتا۔

اسلام سے پہلے دنیا کے مختلف مذاہب اور نظام ہائے قانون میں قانون میراث بہت ہی غیر متوازن تھا، بعض مذاہب میں صرف لڑکوں کو حصہ ملتا تھا، لڑکیاں میراث سے محروم کردی جاتی تھیں، بعض مذاہب جیسے یہودیوں کے یہاں صرف پہلوٹھا بیٹا پورے ترکہ کا حق دار سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس ناانصافی اور بے اعتدالی کو ختم کر کے ایک نہایت متوازن اور عادلانہ نظام میراث عطا کیا ہے، جس میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی ترکہ کا حق دار بنایا گیا ہے؛ البتہ چوں کہ دونوں کی مالی ذمہ داریوں میں تفاوت ہے، اس لئے دونوں کے حق میراث میں بھی فرق رکھا گیا ہے، اسی طرح ایک ہی درجہ کے قرابت داروں کے حقوق مساوی رکھے گئے ہیں؛ چنانچہ لڑکا بڑا ہو یا چھوٹا، دونوں کا موروثی حق برابر ہوگا۔

قانون میراث کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ فقہ اسلامی کے بنیادی مآخذ چار ہیں: قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس، ان میں پہلے تینوں مآخذ اصل ہیں، اور جن مسائل میں ان کی رہنمائی موجود نہ ہو، وہاں قیاس واجتہاد سے مدد لی جاتی ہے، میراث کا قانون وہ اہم قانون ہے کہ یہ براہ راست قرآن وحدیث کی صراحتوں اور امت کے اجماع واتفاق سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء (آیت:۱۱، ۱۲) میں تفصیل سے میراث کے احکام کا ذکر فرمایا ہے، نیز احکامِ میراث کا ذکر کرتے ہوئے خاص طور پر متنبہ کیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا حصہ ہے، اور اللہ تعالیٰ باخبر بھی ہیں اور حکمتوں سے واقف بھی ہیں: "فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا" (النساء:۱۱) یعنی میراث کے احکام سراسر علم وحکمت پر مبنی ہیں؛ اس لئے چاہے تمہاری عقل مانے یا نہ مانے، اس پر عمل کرو اور یقین رکھو کہ یہی حکمت ومصلحت کے عین مطابق ہے!

آیت میراث جس واقعہ کے پس منظر میں نازل ہوئی ہے، وہ بھی نہایت اہم ہے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے، "اسواف" نامی مقام پر ہمارا گزر ایک انصاری خاتون کے پاس سے ہوا، وہ اپنی دو لڑکیوں کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: ان کے والد غزوۂ اُحد میں آپ کے ساتھ شہید ہو چکے ہیں اور ان کے چچا نے شہید کا کل ترکہ لے لیا ہے، ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا، اور صورتِ حال یہ ہے کہ جب ان کے پاس کچھ مال ہی نہ ہوگا تو کوئی شخص ان سے نکاح کو بھی تیار نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں فیصلہ فرمادیں گے؛ چنانچہ سورۂ نساء کی آیت نمبر:۱۱ نازل ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن خاتون کو اور ان یتیم لڑکیوں کے چچا کو طلب فرمایا اور ان سے کہا: شہید کے ترکہ کا دوتہائی ان دونوں لڑکیوں کو اور آٹھواں حصہ شہید کی بیوہ یعنی ان دونوں بچیوں کی ماں کو دے دو، اس کے بعد جو بچ جائے، وہ تمہارا ہے۔

(ابوداؤد: حدیث نمبر:۲۸۹۱)

آیت میراث میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے میراث کے حق داروں کا ذکر فرمایا ہے، اور مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کے حقوق کی بھی صراحت فرمائی ہے کہ اگر مرنے والے کے بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہوں تو بیٹوں کا حصہ بیٹے کے مقابلہ نصف ہوگا، اگر صرف ایک بیٹی ہی وارث ہوتو وہ پورے ترکہ کے نصف کی حقدار ہوگی، اگر صرف دو بیٹیاں ہوں، بیٹے نہ ہوں، تو فی لڑکی ترکہ کا ایک تہائی پائے گی۔ اسی طرح باپ کے ساتھ ساتھ ماں کو بھی میراث کا مستحق قرار دیا گیا، کہ اگر مرنے والا صاحبِ اولاد رہا ہوتو ماں اور باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا، اور اگر اس کی اولاد اور بھائی بہن نہ ہوں تو ترکہ کا دو تہائی باپ کا حق ہوگا اور ایک تہائی ماں کا، اور اگر مرنے والے کے کئی بھائی ہوں تو پھر ماں کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی باپ کو، اگر شوہر لاولد ہوتو بیوی شوہر کے ترکہ میں چوتھائی کی حق دار ہوگی، اور شوہر صاحبِ اولاد ہے تو آٹھواں حصہ بیوی کا حق ہوگا۔ اگر کسی شخص کی وفات ہوئی، نہ اس کے والدین ہیں اور نہ اولاد، صرف ایک بھائی یا ایک بہن ہے تو اسے ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا، اور ایک سے زیادہ ہیں جیسے ایک بھائی ایک بہن یا دو بھائی دو بہنیں، تو ایک تہائی ترکہ بھائی بہن میں برابر تقسیم ہوگا۔ سورۂ نساء کی آیت نمبر:۱۱،۱۲ میں ان احکام کا ذکر فرمایا گیا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا حکم: ''وَصِیَّۃً مِّنَ اللّٰہِ'' (آیت نمبر:۱۲) قرار دیا گیا ہے، پھر ان احکام کی تاکید اور تقویت کے لئے ارشاد ہے:

یہ اللہ کی قائم کی ہوئی حدیں ہیں، تو جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلے گا، اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل فرمائیں گے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ہمیشہ یہیں رہیں گے، اور یہی ہے بڑی کامیابی! اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی قائم کی ہوئی حدوں سے تجاوز کر جائے، اللہ اس کو دوزخ میں داخل کریں گے، وہ ہمیشہ اسی میں رہے گا، اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔ (النساء:۱۳-۱۴)

عورتوں میں بیوی، بیٹی، ماں اور بہن کے علاوہ پوتی، دادی اور نانی بھی بعض اوقات میراث کی حق دار قرار پاتی ہیں، فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے، غرض اسلام میں عورتیں بھی میراث کی حق دار ہیں۔

بدقسمتی سے ہندوستان میں مسلمانوں نے برادرانِ وطن سے جن غیر اسلامی طریقوں کو سیکھا اور ان کو گلے لگایا، ان میں سے ایک عورتوں کو میراث کے حق سے محروم رکھنا بھی ہے، شوہر کے انتقال کے بعد نہ بیوی کو میراث دی جاتی ہے اور نہ اس بات کی فکر کی جاتی ہے کہ اگر بیوی کا حق مہر شوہر کے ذمہ واجب الادا ہوتو پہلے مہر ادا کیا جائے، پھر ترکہ کی تقسیم عمل میں آئے؛ حالانکہ مہر بھی دوسرے دین اور قرضوں کی طرح ایک قرض ہے، اور قرضوں کی ادائیگی کے بعد ہی بچی ہوئی جائداد سے وارثوں کا حق متعلق ہوتا ہے، قرآن نے احکامِ میراث میں بار بار اس کا ذکر کیا ہے: ''مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ'' (نساء:۱۱،۱۲) پھر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ بیوہ کو اس کے حق میراث سے بھی محروم کر دیا جائے۔ ایسی ہی زیادتی لڑکیوں کے حق میں بھی روا رکھی جاتی ہے کہ پورے متروکہ پر لڑکے قبضہ کر لیتے ہیں اور لڑکیوں کو ان کا حق ہی نہیں دیتے، بعض لڑکیاں تو نابالغ بھی ہوتی ہیں، ایسی صورت میں ان کو ترکہ سے محروم کر دینا دوہرے گناہ کا باعث ہے، ایک: ناجائز طریقہ پر دوسرے کے مال پر قبضہ، یعنی غصب، دوسرے: یتیم کا مال کھانا، اور یتیم کے ساتھ ظلم جیسا شدید گناہ ہے، وہ ظاہر ہے۔

افسوس کہ اگر لڑکیوں کو میراث میں حصہ بھی دیا جاتا ہے تو اس انداز پر کہ سونا، چاندی اور نقد میں سے ان کو کچھ دے دیا، کاروبار مکان اور قابل کاشت زمین کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لڑکوں کا حصہ ہے، لڑکیوں کو اس میں سے حصہ نہیں دیا جاتا؛ حالانکہ حق میراث مرنے والے کی چھوڑی ہوئی ہر چیز سے متعلق ہے، چاہے منقولہ اموال ہوں یا غیر منقولہ، اور چاہے وہ کاروبار اور آمدنی کا ذریعہ ہو یا نہ ہو؛ چنانچہ قرآن مجید میں ''مَا تَرَکَ'' (نساء:۱۷۶) کا لفظ استعمال کیا ہے، یعنی مرنے والا جو کچھ بھی چھوڑ کر جائے، وہ کم ہو یا زیادہ، اس سے تمام وارثوں کا حق متعلق ہوگا۔

لڑکیوں کو میراث سے محروم کرنے کا رواج اس قدر جڑ پکڑ گیا ہے کہ بعض خواتین اپنا حصۂ میراث طلب کرنے میں حیا اور حجاب محسوس کرتی ہیں، اور اگر کوئی لڑکی اپنا حق مانگے تو دوسرے اقرباء اور رشتہ دار بھی اسے عار دلاتے ہیں اور اس کو دنائت اور خساست تصور کرتے ہیں، یہ محض دین سے ناواقفیت اور ناسمجھی کی بات ہے۔ حصۂ میراث ایک انسان دوسرے انسان کو نہیں دیتا؛ بلکہ یہ عطیہ خداوندی اور قرآن کی زبان میں: ''فریضۃ من اللّٰہ'' ہے، اور اہل علم نے لکھا ہے کہ انسان کے لئے مال حاصل ہونے کے جتنے ذرائع ہیں، ان میں سب سے زیادہ حلال اور پاکیزہ ذریعہ یہی میراث ہے؛ اس لئے نہ میراث

کے طلب کرنے میں تکلف کرنا چاہئے، اور نہ اس عمل کو باعثِ شرم خیال کرنا چاہئے۔

یہ عجیب بات ہے کہ شریعت نے جس بات کو منع کیا ہے، اس کا ارتکاب کیا جاتا ہے، نکاح کو آسان رکھا گیا ہے اور نکاح میں لڑکی اور اس کے اولیاء پر کوئی مالی ذمہ داری نہیں رکھی گئی ہے؛ لیکن ''گھوڑے جوڑے'' اور ''جہیز'' کے مطالبہ نے سماج کی کمر توڑ رکھی ہے اور لڑکی ماں باپ کے لئے ایک بوجھ بن گئی ہے، اور جس چیز کا شریعت نے حکم دیا ہے یعنی حق میراث، اس سے ان کو محروم کیا جاتا ہے، جہیز کی وجہ سے لڑکی کو ترکہ سے محروم کر دینا اور یہ کہنا کہ لڑکی کی شادی پر کافی رقم خرچ کی گئی ہے، ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کا مصداق ہے، کوئی حق انسان کا اسی وقت ختم ہوتا ہے، جب دوسرے فریق سے معاہدہ ہو جائے کہ اس کے بدلہ میں وہ اپنے فلاں حق سے دستبردار ہو رہا ہے، اب اول تو جب تک والدین زندہ ہیں، ان کے ترکہ میں بیٹی کا حق ہی ثابت نہیں ہوتا اور جو حق ابھی ثابت ہی نہیں ہوا ہو، اس سے دستبردار ہونے کا اعتبار نہیں، فقہاء نے لکھا ہے کہ میراث ایک ایسا حق ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی وارث کا حق ختم کر دے، یا مروجہ اصطلاح میں کسی کو عاق کر دے، تب بھی اس کا اعتبار نہیں: ''الارث جبر لا یسقط بالاسقاط'' (العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ: ۲/۲۶) دوسرے: جیسے لڑکیوں کی شادی پر زائد رقم خرچ ہوتی ہے، عموماً لڑکوں کی تعلیم پر بھی بڑی رقم خرچ ہوتی ہے، تو صرف لڑکیوں کی شادی کے خرچ کی وجہ سے ان کو ترکہ سے محروم کر دینا کیوں کر درست ہو سکتا ہے، بالخصوص ایسی صورت میں جب کہ شادی کی فضول خرچی شرعاً ایک ناپسندیدہ اور مذموم عمل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر لڑکیوں کو اہتمام کے ساتھ ان کا حق میراث دیا جائے اور جہیز کے بجائے اس حق شرعی کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے تو رشتہ ملنا بھی آسان ہوگا، اگر شہر میں لڑکے والوں کو معلوم ہو کہ اس لڑکی کو ترکہ میں مکان کا ایک کمرہ ہی مل جائے گا، دیہات میں لڑکے والوں کو خبر ہو کہ زرعی زمین کا ایک ٹکڑا اس لڑکی کے حصہ میں آئے گا تو مکان اور کھیت ملنے کی یہ امید بھی لڑکی کے رشتہ کو آسان کر دے گی۔

اس سے بھی زیادہ قابل افسوس بات یہ ہے کہ بعض اوقات ماں باپ اپنی جائیداد زندگی ہی میں تقسیم کر دیتے ہیں، وہ بھی عدل سے کام نہیں لیتے، بیٹوں کو دیتے ہیں، بیٹیوں کو نہیں دیتے، اور زندگی ہی میں بیٹوں کو مالک بنا کر بیٹیوں کو محروم کر دیتے ہیں، ایسے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد رکھنا چاہئے کہ جو اپنے وارث کو میراث سے محروم کر دے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت کے حصہ سے محروم کر دیں گے: ''من فر من میراث وارثہ، قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ'' (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۷۰۳) اور بعض حضرات بالکل محروم تو نہیں کرتے؛ مگر بیٹوں کو زیادہ دیتے ہیں، کاروبار، گھر وغیرہ ان کے حوالہ کر دیتے ہیں اور ان چیزوں میں بیٹیوں کو دینا گوارا نہیں کرتے؛ حالانکہ اولاد ہونے میں دونوں برابر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد میں سے کسی کو دینے اور کسی کو محروم کرنے کو جور (ظلم) قرار دیا ہے، (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۲۶۵۰) اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر زندگی میں اپنی جائیداد کی تقسیم کرے تو بیٹے اور بیٹیوں کو برابر دینا چاہئے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

پس، عورتوں کو حق میراث سے محروم کرنا، بیٹیوں کو ترکہ میں سے حصہ نہ دینا اور ھبہ کرتے ہوئے لڑکیوں کو نظر انداز کرنا سخت گناہ اور ظلم شدید ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی عدول حکمی بھی ہے، قرابت داروں کے ساتھ حق تلفی اور ناانصافی بھی اور نہایت قبیح قسم کی حرام خوری بھی، حرام خوری ایسا گناہ ہے کہ یہ انسان کی عبادت کو ضائع کر دیتی ہے، اس کی وجہ سے دعائیں قبول نہیں ہوتیں، انسان طرح طرح کی آفتوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوتا رہتا ہے اور آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے؛ اس لئے کسی بھی طرح یہ مناسب نہیں کہ انسان دنیا کی متاعِ حقیر کے لئے دنیا اور آخرت کا اتنا بڑا خسارہ مول لے اور جانتے بوجھتے نقصان کی تجارت کرے!! ☆☆☆

نزولِ عیسیٰ ختم نبوت کے منافی نہیں ...... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے ختم نبوت کی خلاف ورزی نہیں ہوتی، بلکہ ختم نبوت اور پکی ہوجاتی ہے کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''خاتم النبیین'' اور آخری نبی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کے بعد کسی کو نبی بنا دیتا، آسمان سے پہلے والے نبی کے اتارنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ (تحفہ قادیانیت، جلد اول، ص: ۹۳)

وبائی بیماریوں سے اجتناب کریں

حضرت مولانا عبیداللہ خالد مدظلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ کرنے میں جلدی کیا کرو، اس لئے کہ بلا، مصیبت صدقہ کو پھاند نہیں سکتی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الزکوٰۃ، باب الانفاق وکراھیۃ الامساک رقم الحدیث:1887)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پاک کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ صرف پاک ہی قبول کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے، پھر اس کو صدقہ دینے والے کے فائدے کے لئے پالتا (بڑھاتا) رہتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے کو پالتا ہے، یہاں تک کہ وہ (کھجور کے برابر صدقہ) پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقۃ من کسب طیب، رقم الحدیث:1410)

ہم ایسے مواقع پر صدقہ کریں، جتنی جس کی حیثیت ہے، یہ نہیں ہے کہ اسلام آپ پر کوئی بوجھ ڈالتا ہے، نہیں، آپ کی حیثیت پانچ روپے کی ہے، آپ صدقہ کریں، آپ کی حیثیت دس روپے کی ہے، آپ صدقہ کیجئے، آپ کی حیثیت سو روپے کی ہے، آپ صدقہ کیجئے، آپ کی حیثیت بکرا قربان کرنے کی ہے، آپ وہ کیجئے، صدقہ بلاؤں کو دور کرتا ہے۔

اسی طرح دعا بہت بڑی طاقت ہے، جب بندہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور بندہ اپنے رب سے رجوع کرتا ہے، تو احادیث کے اندر ہے کہ بعض دفعہ وہ تقدیر، وہ فیصلہ جو اللہ تعالیٰ نے کردیا ہے اور وہ اوپر سے نیچے کی طرف آرہا ہے اور بندہ نیچے سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اور اللہ سے مانگتا ہے تو اس دعا کی برکت سے، اس صدقے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس فیصلے کو واپس لے لیتے ہیں۔

حدیث میں ہے:"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لا یرد القضاء الا الدعاء ولا یزید العمر إلا البر۔"

تقدیر کو صرف دعا ہی پھیر سکتی ہے اور زندگی میں صرف حسن سلوک ہی اضافہ کرسکتا ہے۔ (سنن الترمذی، ابواب القدر، باب لا یرد القدر إلا الدعاء، رقم الحدیث:2139، والمعجم الکبیر للطبرانی، ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث:1442، ومسند الامام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:22413)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کی تقدیر میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ ان پر فلاں مصیبت آئے گی، لیکن اگر دعا کی یا صدقہ وغیرہ دیا تو وہ مصیبت ٹل جائے گی اور یہ بات بھی اللہ کے علم میں ہوتی ہے کہ وہ انسان دعا، صدقہ خیرات کرے گا یا نہیں، چناں چہ اس طرح کے فیصلے کو تقدیر معلق کہتے ہیں اور تقدیر کے مطابق انسان پر پیش آنے والے احوال میں دعا، صدقہ خیرات اثر انداز ہوتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدعوات 7/123)

تو میرے دوستو! ہمارا مذہب، ہمارا دین اس کی تعلیم دیتا ہے کہ مواقع چاہے کیسے ہی ہوں، وہ صحت کے معاملات ہوں یا مرض کے معاملات ہوں، زندگی کے معاملات ہوں یا موت کے معاملات ہوں، دنیا کے معاملات ہوں یا آخرت کے معاملات ہوں، آپ کو قدم قدم پر اس کی تعلیم دی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر طاعون کہیں پھیل جائے، جو کہ وبائی بیماری ہے، تو جو جہاں ہے وہ وہاں سے نہ جائے اور جو باہر ہیں وہ اندر نہ آئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون ایک عذاب ہے، جو تم سے پہلے لوگوں اور بنی اسرائیل پر مسلط کیا گیا تھا، لہٰذا جب کسی جگہ پر طاعون واقع ہو تو اس سے بھاگ کر نہ نکلو اور جب کسی ملک میں طاعون ہو تو وہاں مت جاؤ۔ بلکہ ایسی جگہ سے جہاں طاعون وغیرہ وبائی امراض پھیلی ہوئی ہوں اس جگہ سے موت کے ڈر سے بھاگنا جائز نہیں۔ (الجامع الصحیح لمسلم، کتاب الطب، باب الطاعون، رقم الحدیث: 5774، والسنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الجنائز، باب الوباء یقع بأرض فلا یخرجہ فراراً منہ، رقم: 6797، والمعجم الکبیر للطبران، رقم

الحدیث:403، وسنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب کراھیۃ الفرار من الطاعون،رقم:1065)

چنانچہ حدیث میں ہے:

طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد سے بھاگنے والا۔ (مسند الامام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 14478، والمعجم الاوسط، رقم الحدیث:3193)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ’’اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوٰۃ‘‘ میں فرماتے ہیں:

وازیں حدیث معلوم شد کہ گریختن از طاعون گناہ کبیرہ است، چنانکہ فرار از زحف واگر اعتقاد کند کہ اگر نگریزد البتہ می میرد واگر بگریزد بسلامت می ماند آں خود کفر است۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض:1/653) یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے، جس طرح جنگ سے بھاگنا اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ نہ بھاگے گا تو البتہ مر جائے گا اور اگر بھاگے گا تو ضرور سلامت رہے گا... یہ عقیدہ بجائے خود کفر ہے۔

البتہ اگر کسی کا عقیدہ پختہ ہو کہ اللہ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہوتا، تو ایسے شخص کے لئے طاعون والی جگہ سے نکلنا یا طاعون والی بستی میں جانا جائز ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، مسائل شتی:5/661)

اور اگر کوئی طاعون کی بیماری میں مر جائے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ وہ شہادت کی موت مرے گا، اس کو شہادت کی موت حاصل ہوگی۔

میرے دوستو! اسی طرح اس طرح کی وبائی بیماری کے اندر بھی اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں لکھا ہوا ہے کہ موت آئے گی تو اللہ تعالیٰ شہادت کی موت عطا فرمائیں گے۔

آج مسلم معاشرے میں بھی اسی طرح کی وبائیں اور مصیبتیں آتی ہیں، تو نہ صرف یہ کہ اس طرف توجہ اور دھیان نہیں ہوتا کہ یہ ہماری نافرمانیوں کا نتیجہ ہے اور توبہ استغفار کیا جائے، بلکہ ایک بڑا آزاد خیال طبقہ اس طرح کی چیزوں کو عذاب ہی نہیں گردانتا۔

حالانکہ حدیث میں صاف آیا ہے کہ اس طرح کی وبائیں نافرمانیوں کا نتیجہ ہیں۔

یعنی جس قوم میں علانیہ بدکاری ظاہر ہوتی ہے تو ان لوگوں میں طاعون اور ایسی ایسی نئی بیماریاں پھیلتی ہیں، جو ان سے پہلے لوگوں میں ظاہر نہیں ہوئی تھیں۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، رقم الحدیث:4019، والمستدرک علی الصحیحین، کتاب الفتن، رقم الحدیث: 8623، 4/583)

البتہ طاعون اور اس طرح کے امراض کفار، فساق کے لئے تو عذاب ہیں، لیکن مومنین، نیک لوگوں کے لئے رحمت ہیں۔

چنانچہ حدیث میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک عذاب ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو مومنوں کے لئے رحمت بنادیا ہے، اگر کسی بستی میں طاعون پھیل جائے اور کوئی شخص اپنی بستی میں صبر کر کے ثواب کی امید پر ٹھہرا رہے اور یقین کرے کہ اسے وہی پہنچے گا جو اللہ نے اس کے مقدر میں لکھ دیا ہے تو اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا۔ (الجامع الصحیح للبخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم الحدیث:3474)، مسند احمد، رقم الحدیث:24358)

ایسے ہی ایک گزارش یہ ہے کہ اپنے اوپر خوف وہراس مسلط نہ کریں، یہ سب اللہ کے فیصلے ہیں۔ یہ جو آج کل کا میڈیا ہے، اس کی وجہ سے ہر آدمی ایک خوف اور دہشت کے اندر ہے، اسی کا تذکرہ ہے ہر وقت۔ نہیں، بلکہ نمازوں کی طرف رجوع ہوں۔ نماز کا، تلاوت کا، دعاؤں کا، صدقہ خیرات کا اہتمام کریں۔

آخر میں ایک گزارش یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے کہ اس طرح کے مواقع پر جو لوگ تجارت سے تعلق رکھتے ہیں اور دکانوں اور بازاروں سے تعلق رکھتے ہیں، وہ ذخیرہ اندوزی شروع کر دیتے ہیں تو یہ بھی بہت بڑا جرم ہے اسلام کے اندر، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ایسے لوگوں کے اوپر جو ایسے مواقع کے اوپر ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تاجر احتکار (ذخیرہ اندوزی یعنی غلہ وغیرہ ضروریات زندگی کا ذخیرہ عوام کی ضرورت کے باوجود مہنگائی کے لئے محفوظ رکھے) وہ خطا کار، گنہگار ہے۔ (الجامع الصحیح لمسلم، کتاب البیوع، باب تحریم الاحتکار فی الاقوات، رقم:4122، ومسند الامام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:8617، والسنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الاحتکار، رقم الحدیث: 11478)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جالب (یعنی غلہ وغیرہ باہر سے لاکر بازار میں بیچنے

والا تاجر) مرزوق ہے،(یعنی اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا کفیل ہے) اور محتکر (یعنی مہنگائی کے لئے ذخیرہ اندوزی کرنے والا) ملعون ہے۔(یعنی اللہ کی طرف سے پھٹکارا ہوا اور اس کی رحمت و برکت سے محروم ہے۔)(شعب الایمان للبیہقی فصل فی ترک الاحتکار، رقم الحدیث:11213، والمصنف عبدالرزاق، باب الحکرۃ، رقم الحدیث: 14894، والمستدرک علی الصحیحین،کتاب البیوع،رقم الحدیث:2164)

ذخیرہ اندوزی کی صورتیں:

پہلی صورت... جو ممنوع اور حرام ہے، وہ یہ کہ انسان غلہ پھل وغیرہ کھانے پینے کی چیزیں خرید کر ذخیرہ کرے اور اس کے ذخیرہ کرنے کی وجہ سے وہ چیز بازار میں کم ہوجاتی ہو یا وہ پہلے سے کم ہو اور یہ اس نیت سے ذخیرہ کرتا ہے کہ جب لوگ قحط، تنگی یا قلت کا شکار ہو جائیں گے تو اس وقت اپنی ذخیرہ کی ہوئی چیزیں مہنگے داموں فروخت کرنے کے لئے بازار میں لائے گا، تو ایسی ذخیرہ اندوزی ناجائز ہے۔

دوسری صورت... دوسری صورت یہ ہے کہ بازار میں اس چیز کی فروانی ہو اور لوگوں کو کسی طرح کی تنگی اور قلت کا سامنا نہ ہو اور نہ اس کی ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے لوگ تنگی کا شکار ہوتے ہوں، تو ایسی صورت میں ذخیرہ اندوزی جائز ہے، لیکن اس صورت میں بھی یہ نیت نہ ہو کہ جب لوگ قحط اور تنگی میں مبتلا ہوں گے، تب میں یہ چیز مہنگے داموں فروخت کروں گا۔

تیسری صورت... تیسری صورت یہ ہے کہ اپنی زمین کا غلہ پھل وغیرہ کوئی ذخیرہ کرتا ہے اور فروخت نہیں کرتا تو یہ جائز ہے۔

لیکن اس صورت میں بھی اگر کوئی اپنی زمین کا غلہ اپنی ضرورت سے زائد اس نیت سے اپنے پاس روکے رکھتا ہے کہ جب لوگ قحط اور تنگی میں مبتلا ہوں گے تب فروخت کروں گا، تو اس نیت کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: البحرالرائق، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع 8/ 370، وفتح القدیر، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع: 10/ 69، وتبیین الحقائق، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع: 5/ 282، والمحیط البرھان، کتاب البیوع، فصل فی الاحتکار: 8/ 266، الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب البیوع، الباب العشرون: 3/ 213 وشرح مختصر الطحاوی، کتاب الکراھیۃ، حکم الاحتکار: 8/ 546)

رزق اللہ تعالیٰ دیتے ہیں، نفع اور نقصان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں اس طرح کرکے شاید زیادہ کمالوں گا، ایسا نہیں ہے، کوئی ایسی مصیبت آسکتی ہے کہ سب کچھ ختم ہو جائے گا اور سب کچھ برباد ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اس وقت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے اور اللہ تعالیٰ سب کو عافیت اور خیریت عطا فرمائے۔ ایسے مواقع پر تو کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہم خلق خدا کی خدمت کریں، ہم ان کے لئے نفع رساں بنیں، نہ یہ کہ ہم ان کو تکلیف پہنچائیں۔

آخر میں ایک اور گزارش یہ ہے کہ یہ معاملہ بنی آدم کا ہے۔ یہ معاملہ صرف مسلمانوں کا نہیں ہے، ہمیں تمام بنی آدم کے لئے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے اور بالخصوص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت کی حفاظت فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام کی مبارک، تابندہ اور بہترین تعلیمات پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔☆☆☆

سیّد سلمان گیلانی سے اظہارِ تعزیت

لاہور.... مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ساتھی، تحریک ختم نبوت کے عظیم مجاہد سیّد محمد امین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ اور شاعر ختم نبوت سیّد سلمان گیلانی کی والدہ محترمہ انتقال کرگئی ہیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ جامع مسجد ثمرہ مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ لاہور میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ جمعیت علماء اسلام کے بزرگ رہنما شیخ الحدیث مولانا محب النبی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں علماء اور قرأ اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ نماز جنازہ میں مولانا قاری احمد میاں تھانوی، مولانا عبدالنعیم، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، حافظ غضنفر عزیز، پروفیسر ابوبکر چوہدری، افضل خان، حافظ محمد قاسم، حافظ فہیم الدین، بلال احمد میر، حافظ ندیم اسلم، قاری نور محمد، مولانا عبداللہ مدنی، مولانا قاسم گجر، مولانا عبدالرحمٰن، حافظ زین العابدین، حافظ اطہر عزیز، حافظ محمود اشرف، قاری محمد اکرم، مولانا محمد اقبال ودیگر نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا علیم الدین شاکر، پیر رضوان نفیس، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق، مولانا سعید وقار نے سیّد سلمان گیلانی کی والدہ محترمہ کی وفات پر اظہار تعزیت کیا ہے اور مرحومہ کے لئے مغفرت کی دعا کی ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ مرحومہ ایک نیک اور صالحہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، ان کی لغزشوں سے درگزر، حسنات کو قبول اور درجات کو بلند فرمائے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

جامعہ رحمانیہ: جہانیاں کی قدیمی درسگاہ ہے اور جامع مسجد رحمانیہ بھی آثار قدیمہ میں سے ہے۔ حاجی نذیر احمدؒ اور ان کا خاندان مسجد کا متولی رہا ہے۔ محکمہ اوقاف نے اپنے قیام کے بعد جہاں کئی ایک مساجد کو اپنے کنٹرول میں لیا، وہاں جامع مسجد رحمانیہ کو اپنی تحویل میں لے لیا، محکمہ اوقاف اپنی مساجد وخانقاہوں اور مزارات کی کتنی نگرانی کرتا ہے؟ یہ پورا ملک جانتا ہے، محکمہ کی طرف سے خطیب، امام، مؤذن کو مشاہرات دینے کے علاوہ شاید بجلی اور سوئی گیس کے بل بھی نہ دیئے جاتے ہوں۔ حاجی نذیر احمد مرحوم اور ان کے کمیٹی کے رفقاء اس کے بل ادا کرتے رہے ہیں۔ ۲۶ رمئی کو مغرب سے عشاء تک جامعہ رحمانیہ میں درس ہوا۔ تلاوت کے بعد سیّد عزیز الرحمٰن شاہ نے نعت پیش کی۔ مولانا عبدالستار گورمانی ضلعی مبلغ اور راقم کے بیانات ہوئے اور یہ مجلس عشاء کی نماز تک جاری رہی۔ اس مسجد ومدرسہ کی نشاۃ ثانیہ میں مولانا محمد یعقوب شاہؒ جو پیر طریقت حضرت مولانا سیّد محمد امین شاہ مخدوم پور پہوڑاں کے داماد تھے اور اس وقت ملک کے نامور ثناخواں سیّد عزیز الرحمٰن شاہ سلمہ کے والد گرامی تھے۔ موصوف تاحیات اس مسجد کے خطیب اور مدرسہ کے مہتمم رہے۔

جامع المصطفیٰ کہنہ خانیوال: مسجد ہذا کے بانی ومتولی مولانا محمد اکرم میاں ہیں، آپ کے فرزند ارجمند قاری عبیداللہ صدیقی امام ہیں، جو اپنے والد کے صحیح جانشین ہیں۔ والد محترم کی زندگی میں مسجد و مدرسہ کا نظام سنبھالے ہوئے ہیں، ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے ۲۷ رمئی عشاء کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد ضلعی مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی نے مختصر بیان کے بعد راقم کو خطاب کی دعوت دی۔ تقریباً ایک گھنٹہ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت اور قادیانیوں کے کفریہ عقائد اور ملک وملت دشمنی کے حوالہ سے بیان ہوا۔

خطبۂ جمعہ: ۲۸ رمئی جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد زکریا مخدوم پور پہوڑاں میں ہوا۔ جامع مسجد زکریا کے بانی شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد اور حضرت مولانا خورشید احمد شاہؒ عبدالحکیم خانیوال کے خلیفہ مولانا سیّد محمد امین شاہؒ تھے۔ مولانا سیّد محمد امین شاہ بہادر دبنگ اور جرأت مند عالم دین تھے۔ مجلس احرار اسلام بعد ازاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں بعد ازاں سرپرستوں میں سے تھے۔ ۱۹۵۶ء میں جب سیّد عنایت اللہ شاہ بخاری نے مجاہد ملت مولانا محمد جالندھریؒ پر دست اندازی کی تو مولانا سیّد محمد امین شاہ کلہاڑی لے کر آ گئے۔ بمشکل انہیں سنبھالا گیا۔ عقیدہ کے اعتبار سے پکے کھرے دیوبندی تھے۔ یزیدیت اور مماتیت ان کے لئے ناقابل برداشت تھیں۔ ایک مرتبہ مولانا سیّد عطاء المومن شاہ بخاریؒ ملنے کے لئے آئے سلام وکلام، مصافحہ ومعانقہ، خیر خیریت کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ مومن شاہ یزیدی یا حسینی؟

ابن امیر شریعت سیّد عطاء المومن شاہ فرمانے لگے: امام حسین رضی اللہ عنہ ایمان اور یزید تاریخ کا حصہ ہے۔ اس جواب کے بعد فرمایا: تشریف رکھئے۔ پھر خاطر مدارت کی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر واصاغر کے ساتھ یکساں محبت فرماتے۔ ان کی وفات کے بعد فرزند ارجمند مولانا سیّد محمد معاویہ امجد مدظلہ ان کے جانشین بنائے گئے۔ مؤخر الذکر کے حکم سے ۲۸ رمئی کے جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامع مسجد زکریا میں اور خانیوال کے ضلعی مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی حفظہ اللہ نے شہر کی مرکزی مسجد جامع مسجد جنڈ والی میں دیا۔

جھنگ مولانا سیّد مصدوق حسین شاہ کے ہاں: عصر کی نماز ادا کی، موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے امیر اور مولانا سیّد صادق حسین شاہ بخاری شہید کے فرزند ارجمند ہیں۔ ان کی خدمت میں چند منٹ کے لئے حاضری دی اور جھنگ سٹی کے لئے روانہ ہوگئے۔

جامع مسجد تقویٰ: جھنگ سٹی کے بانی قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ جو ہماری پوری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پیر ومرشد تھے۔ ان کے خلیفہ مجاز حضرت صوفی عبدالرشید تھے۔ اس وقت حافظ بشیر احمد مدظلہ مسجد ومدرسہ کے متولی ومہتمم ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بہی خواہوں میں سے ہیں۔ ضلعی مبلغ

مولانا محمد سلمان سلمہ نے ۲۹ رمئی کو عشاء کی نماز کے بعد تقویٰ مسجد میں درس رکھا۔ رات کا آرام و قیام بھی تقویٰ مسجد میں رہا اور صبح کی نماز کے بعد درس اسی مسجد میں ہوا۔

مولانا غلام حسین مدظلہ کی عیادت: مولانا حافظ غلام حسین مدظلہ تقریباً ۳۵ سال سے مجلس کے مبلغ چلے آرہے ہیں۔ گزشتہ کچھ ماہ سے بستر علالت پر ہیں۔ ۲۹ رمئی کو عصر کی نماز ان کی مسجد میں ادا کی اور ان کی عیادت کی اور عصر کے بعد صدقہ جاریہ پر مختصر بیان بھی ہوا۔

مجلس کے زعماء کا اجلاس: ۲۹ رمئی صبح دس سے گیارہ بجے تک جھنگ سٹی کے علماء کرام اور زعماء مجلس کا اجلاس جامع مسجد تقویٰ میں منعقد ہوا، جس کی صدارت حافظ بشیر احمد نے کی، جبکہ محمد اسماعیل شجاع آبادی مہمان خصوصی تھے، اجلاس میں عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے تجدید عہد کا اعلان کیا گیا۔ نیز یورپی یونین کا بیان جس میں حکومت پاکستان سے ناموس رسالت کے قانون کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے، اس کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت قرار دیا اور عہد کیا گیا کہ ناموس رسالت کے قانون کی حفاظت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادی جائے گی۔

چک نمبر ۳۲۵ ج،ب، دو،م: ٹوبہ ٹیک سنگھ میرے حضرت، حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم کے مریدین کا حلقہ ہے۔ ہر روز قادریہ راشدیہ طریقہ کے مطابق ذکر بالجہر ہوتا ہے۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگ کے مبلغ مولانا محمد خبیب سلمہ نے ۲۹ رمئی عشاء کی نماز کے بعد بیان رکھا۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔ موضوع تھا: عالم ارواح، عالم دنیا، عالم برزخ اور عالم آخرت میں ختم نبوت کا تذکرہ۔ ایک گھنٹہ سے زیادہ بیان ہوا۔ دعا کے بعد ٹوبہ شہر میں آمد ہوئی، جہاں جامع مسجد بلال غلہ منڈی کے خطیب مولانا سعد اللہ لدھیانوی سلمہ ہمارا انتظار کر رہے تھے، رات کا آرام و قیام جامع مسجد بلال میں رہا۔ جہاں ایک عرصہ تک مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ گرجتے و برستے رہے۔ چند ماہ قبل ان کا انتقال ہوا۔ ہمارے حضرت لدھیانویؒ کے قریبی عزیز تھے۔

جامع مسجد خضریٰ اسلام پورہ: ۳۰ رمئی صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد خضریٰ میں بیان ہوا۔ جس کے امام وخطیب حضرت مولانا قاری محمد نصراللہ ہیں، جو میرے حضرت شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز ہیں۔ راقم نے پاکستان میں مسلمان کی تعریف، صدر اور وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونا کے عنوان پر حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور ان کے رفقاء کی خدمات کا تذکرہ کیا۔

ٹوبہ مجلس کا اجلاس: ۳۰ رمئی دس بجے صبح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر ٹوبہ اور مضافات کے علماء کرام کا اجلاس جامع مسجد بلال غلہ منڈی میں ہوا۔ مہمان خصوصی راقم الحروف تھے۔ اجلاس میں تین درجن سے زائد علماء کرام نے شرکت کی۔ اجلاس میں اس عزم مصمم کا اظہار کیا گیا کہ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے قوانین ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ ہم کسی طالع آزما کو اس پر ڈاکا زنی نہیں کرنے دیں گے، اجلاس کے آخر میں سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی، جس میں راقم نے علماء کرام کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ اس اجلاس میں بھی علماء کرام نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے تجدید عہد کا اعلان کیا۔ اسرائیل کی طرف سے فلسطینیوں پر ہونے والے مظالم کی شدید مذمت کی گئی اور ستاون اسلامی ممالک کے حکمرانوں سے عملی اقدامات کا مطالبہ کیا گیا، نیز اسلامیان عالم سے اسرائیل کی موضوعات کے بائیکاٹ کا مطالبہ کیا گیا۔ شہزاد اکبر کے قادیانی ہونے کا میڈیا میں آچکا ہے۔ جناب نذیر چوہان ایم پی اے پر پرچہ درج کرنے کے بجائے شہزاد اکبر میڈیا میں قادیانیوں کے کفر کا اعلان کریں۔ بصورت دیگر حکمران اسے سرکاری عہدہ سے برطرف کرنے کا فیصلہ جاری کریں۔ علماء اکرام کا اجلاس محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا سے اختتام پذیر ہوا۔

جامعہ ترتیل القرآن باب کرم شاہ نوشہرہ: جامعہ کے مہتمم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوشہرہ کے امیر مولانا قاری محمد اسلام مدظلہ ہیں۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے موقوف علیہ تک سینکڑوں طلبا کرام زیر تعلیم ہیں۔ موصوف واحد عالم دین ہیں جو مجلس اور جمعیت دونوں کے امیر ہیں۔ حالانکہ دونوں کے دستور کسی اور جماعت کے عہدیدار کو عہدہ نہیں دیتے، لیکن قاری محمد اسلم مدظلہ ان حضرات میں سے ہیں جو بیک وقت جمعیت علماء اسلام اور مجلس کے ضلع نوشہرہ میں ذمہ دار ہیں، بہت ہی متحرک عالم دین ہیں۔ آپ کے مدرسہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم کا ضلعی دفتر قائم ہے۔ آپ کے مدرسہ کے تمام اساتذہ وطلبا کرام مجلس کے خدام سے محبت فرماتے ہیں۔ صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال سلمہ نے نوشہرہ ومضافات میں پروگرام ترتیب دیئے۔ ۳۰ رمئی شام چار بجے ٹوبہ ٹیک سنگھ سے سفر شروع کیا۔ عشاء کی نماز نوشہرہ میں ادا کی

اور رات کا قیام مدرسہ ترتیل القرآن جامع مسجد باب کرم شاہ میں رہا۔

جامع مسجد گنڈیری روڈ میں جلسہ: ۳۱ مئی مغرب سے عشاء تک مرکزی جامع مسجد گنڈیری روڈ میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت ضلعی امیر مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ نے کی، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مسجد کے خطیب و امام مولانا سیّد محمد حقانی سلمہ نے سرانجام دیئے۔ تلاوت ونعت کے بعد صوابی مبلغ مولانا عابد کمال حفظہ اللہ نے پشتو زبان میں مختصر بیان کیا۔ بعدازاں راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر تفصیلی بیان کیا۔ بیان میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے ہزاروں شہدا کو خراج تحسین پیش کیا۔ نیز ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں کی کامیابی پر تفصیلی بیان کیا۔ بیان کے آخر میں شہزاد اکبر کے متعلق پی ٹی آئی کے ایم پی اے جناب نذیر چوہان کے الزام اور ان کے مطالبہ کہ شہزاد اکبر اپنے بیان میں مرزا قادیانی پر لعنت بھیج دیں اور عقیدۂ ختم نبوت پر اپنے غیر مشروط ایمان کی وضاحت کردیں تو بیان واپس لے لوں گا، کی تائید کی۔

مولانا سیّد صابر شاہ کو حادثہ: مولانا سیّد صابر شاہ متحرک وفعال نوجوان ہیں، جو ضلع صوابی میں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کا تعاقب کرتے ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک تبلیغی پروگرام سے واپسی پر موٹر سائیکل کے ذریعہ روڈ ایکسیڈنٹ کا شکار ہوئے تو یکم جون کو ظہر کی نماز کے بعد میاں کلے گوائے صوابی میں حاضری ہوئی۔ شاہ صاحب نے مضافات کے علماء کرام کو دعوت دی۔ تقریباً ایک سو کے قریب علماء کرام سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت پر بیان ہوا۔ علماء کرام سے عہد لیا گیا کہ وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کا بھرپور تعاقب کریں گے۔ آخر میں سوال وجواب کی نشست بھی منعقد ہوئی۔

مولانا اعزاز الحق مدظلہ کی خدمت میں: نواں کلے سے فارغ ہوکر خانقاہ نقشبندیہ شمسیہ شاہ منصور صوابی کے سجادہ نشین مولانا اعزاز الحق مدظلہ کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوابی کے امیر بھی ہیں۔ ان کے بزرگوار مولانا شمس الہادی سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت تھے، برادر بزرگوار مولانا مفتی رضاء الحق مدظلہ افریقا کے مفتی اعظم ہیں۔ مولانا اعزاز الحق ہر سال صوابی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کراتے ہیں جس میں ہزاروں افراد شریک ہوتے ہیں۔ موصوف نے خانقاہ اور مدرسہ ومسجد کے لئے بارہ کنال زمین خریدی ہے۔ راقم نے عرض کیا کہ اس خانقاہ میں مجلس کا دفتر بھی شامل کرلیں۔ انہوں نے فرمایا: جب نئے بلاک تعمیر ہوں گے تو ان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے بھی دفتر قائم کریں گے۔

بھوئی گاڑ میں جلسہ: یہ ایک قدیمی مرکز ہے، جہاں بڑے بڑے علماء کرام، مشائخ عظام زیر تعلیم رہے۔ بھوئی گاڑ کے مدرسہ میں پنجاب کے نامور شیخ طریقت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ رہے۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ بھی پڑھنے کے لئے تشریف لائے، سترہ دن رہنے کے بعد دارالعلوم دیوبند چلے گئے۔ ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالغفور قریشیؒ بنیادی طور پر اسی قصبہ کے رہنے والے تھے۔ اسی قصبہ کے عام قبرستان میں مدفون ہیں (حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ بھی یہاں زیر تعلیم رہے)۔ آپ ۳۰؍مارچ ۱۹۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی اسکول اور مقامی مدرسہ سے حاصل کی۔ دارالعلوم کبیر والا میں بھی کچھ عرصہ پڑھتے رہے۔ دارالعلوم کے سابق شیخ الحدیث اور مہتمم حضرت مولانا علی محمدؒ کی ادبی شہرت سن کر دارالعلوم میں داخلہ لیا اور مولانا علی محمدؒ نے فرمایا کہ میں بھی ان شاء اللہ العزیز! آپ کو علم ادب پڑھاؤں گا۔ ان دنوں ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ پڑھاتے تھے۔ موصوف کچھ روز استاذ جی کے سبق کا بھی سماع کرتے رہے۔ استاذ جی ہدایہ پڑھاتے تھے، مولانا عبدالغفور قریشیؒ نے پہلے ہدایہ پڑھی ہوئی تھی، اس لئے استاذ جی کی باضابطہ شاگردی اختیار نہیں کی۔ اصلاحی تعلق حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ قائم کیا، جو قریب کے رہنے والے تھے۔ بعدازاں خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے۔ دورۂ حدیث شریف کے لئے، آپ نے وسطانی کتب چونکہ دارالعلوم کبیر والا میں پڑھیں، ان دنوں دارالعلوم کبیر والا کے بانی حضرت مولانا عبدالخالقؒ تدریس ترک فرما چکے تھے، آپ کی استعداد اور خدمت کا جذبہ دیکھ کر حضرت صدر صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر آپ آئندہ سال یہاں رہیں تو بخاری شریف خود پڑھاؤں گا۔ سال کے اختتام پر کچھ رفقاء سمیت خانقاہ سراجیہ گئے۔ آپ کے ایک ہم سبق نے حضرت خواجہ صاحبؒ سے کہا کہ حضرت آئندہ

سال ہمارا حدیث شریف کا دورہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دورۂ حدیث شریف جامعہ اشرفیہ لاہور سے کروں، جبکہ عبدالغفور کی رائے اور حضرت صدر صاحبؒ سے وعدہ ہے کہ دورۂ حدیث شریف دارالعلوم کبیر والا میں پڑھا جائے۔ اب حضرت جیسے فرمائیں گے، ویسا کریں گے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے تھوڑی دیر خاموشی کے بعد فرمایا کہ آپ لوگ جامعہ اشرفیہ سے دورہ کریں۔ چنانچہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لیا۔ ان دنوں بانی جامعہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ کے علاوہ مولانا رسول خان اور مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کا طوطی بولتا تھا۔ مولانا عبدالغفور قریشیؒ نے سن رکھا تھا کہ ثانی الذکر حضرت شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے خلاف اپنے اسباق میں گفتگو فرماتے ہیں۔ خیر مولانا فرماتے تھے کہ سارے سال میں مولانا کاندھلویؒ نے اپنے سابق میں حضرت مولانا سید حسین مدنیؒ کا دومرتبہ تذکرہ فرمایا اور وہ بھی ذکر خیر۔ بہرحال مولانا نے جامعہ اشرفیہ سے فاتحہ فارغ پڑھا، مختلف مقامات پر تدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۷۳ء میں ٹیکسلا کی جامع مسجد کی خطابت کی ذمہ داری سنبھالی اور تاحیات سنبھالے رکھی اور جامعہ سراج المدارس کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ ۱۹۹۴ء میں حضرت خواجہ صاحبؒ سے خلافت سے سرفراز فرمائے گئے اور منتھی اسباق خود پڑھاتے رہے۔ ۲ر رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۷ر مئی ۲۰۱۸ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ کی امامت آپ کی فرزندارجمند اور جانشین مولانا پیر عبدالہادی نے کی اور بھوئی گاڑ کے عام قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ راقم نے یکم جون ۲۰۲۱ء کو ان کی آبائی مسجد بھوئی گاڑ میں مغرب سے عشاء تک منعقدہ پروگرام میں شرکت کی۔ مولانا کے فرزند ارجمند مولانا محمد زکریا سلمہ راقم کو صوابی سے لے کر آئے، مولانا عبدالغفور قریشیؒ کا آبائی گھر جامع مسجد بھوئی گاڑ کے متصل تھا۔ آپ نے مسجد کے لئے وقف کردیا، اب وہ مسجد کا صحن ہے۔ شیخ محمد زکریا راقم کو درس کے بعد ٹیکسلا لے کر آئے۔ رات کا آرام و قیام جامع مسجد ٹیکسلا کے متصل مدرسہ سراج المدارس میں رہا اور صبح کا درس بھی جامع مسجد میں ہوا۔

جامعہ صدیق اکبرؓ تر نول میں حاضری:

جامعہ کے بانی ملک کے نامور شیخ طریقت حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ تھے، ان سے متعلق تفصیلی لکھ چکا ہوں، جو کسی پچھلی اشاعت میں شائع ہوچکا ہے۔ راقم اپنی مصروفیات کی وجہ سے حضرت پیر صاحبؒ کی تعزیت کے لئے حاضر نہ ہوسکا تھا، اس لئے ٹیکسلا سے فیصل آباد جاتے ہوئے کچھ دیر حضرت پیر صاحبؒ کے ادارہ میں حاضری دی اور حضرت پیر صاحب کے جانشین مولانا پیر عتیق الرحمٰن ہزاروی مدظلہ، مولانا مفتی اویس عزیز اور دیگر فرزندان گرامی سے ملاقات کی اور تعزیت کی، جبکہ مفتی محمد اویس عزیز مجھے میرے فرزندان عزیز مولانا قاری ابوبکر صدیقؔ اور نعمان شہزادؔ کی وفات پر پُرسا دیتے رہے۔

جامعہ عبیدیہ فیصل آباد: میرے حضرت، حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ ایک عرصہ سے علیل چلے آرہے ہیں۔ حضرت والا کی زیارت اور ہفتہ وار مجلس ذکر میں شمولیت کے لئے ۲ر جون ظہر کی نماز کے بعد راولپنڈی سے سفر کر کے عشاء کی نماز جامعہ کی مسجد میں ادا کی اور حضرت والا کی مجلس ذکر میں شمولیت کی۔ رات آرام و قیام حضرت والا کے حجرہ میں رہا۔ اللہ پاک حضرت والا کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز نصیب فرمائیں اور آپ کے انوار و برکات مجھے اور تمام مریدین کو نصیب فرمائیں۔

جامع مسجد بہادر نگر فارم میں درس:

۳ر جون بعد نماز مغرب جامع مسجد بہادر نگر فارم میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا مفتی محمد جمیل نے کی۔ جلسہ سے اوکاڑہ و قصور کے مبلغ مولانا عبدالرزاق اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ شجاع آبادی کے بیان سے پہلے چشتیاں سے آئے ہوئے مہمان نعت خواں حافظ محمد شریف محمودی نے نعتیہ کلام پیش کیا، اس مسجد میں حضرت لدھیانویؒ شہید کے برادر زادہ مولانا عبدالشکور آسیؔ ایک عرصہ تک خطیب رہے۔ اب کہروڑ پکا سے تعلق رکھنے والے مولانا مفتی محمد جمیل خطیب ہیں۔ بہادر نگر فارم قبل از قیام پاکستان ۱۹۱۷ء میں ملا سنگھ نامی سکھ نے قائم کیا۔ قیام پاکستان کے بعد گورنمنٹ پنجاب نے اپنی تحویل میں لے لیا، یہاں گائے، بھینس، بھیڑ، بکریوں کے فارم ہیں۔ کسی زمانہ میں یہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ براعظم ایشیا کا سب سے بڑا ریسرچ ادارہ تھا، جو ۱۲۳ مربع پر محیط تھا، اب بھی یہ ادارہ موجود ہے، اگرچہ اتنا بڑا نہ سہی تاہم جامع مسجد میں منعقدہ جلسہ میں درجنوں مسلمانوں نے شرکت کی۔

☆☆..................☆☆

امام اہلِ سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

حیات و خدمات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

امام اہلِ سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ ۵؍مئی ۲۰۰۹ء کو واصل بحق ہوئے۔ حضرت الشیخ سے زیادہ تفصیلی ملاقاتیں تو نصیب نہیں ہوئیں۔ طالب علمی کے زمانہ میں بندہ دورۂ تفسیر کے لئے راولپنڈی مدرسہ تعلیم القرآن راجہ بازار میں داخل ہوا، آب و ہوا کی ناموافقت کی وجہ سے راولپنڈی چھوڑ کر گوجرانوالہ آیا۔ حضرت الشیخ کے درس تفسیر میں ایک روز شریک ہوا، لیکن طبیعت کی مسلسل خرابی اور کمزوری کی وجہ سے حضرت الشیخ کے فیوض و برکات سے بھی محروم رہا۔

گزشتہ دہائی میں ابن امیر شریعت سیّد عطاء المومن شاہ حسنی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ملکی حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ’’مجلس علماء اسلام‘‘ کے نام سے تنظیم بنائی جس کی سرپرستی کے لئے حضرت الشیخ سے استدعا کی گئی۔ آپ نے مسلک کی جماعتوں میں اتحاد و اتفاق کے لئے سرپرستی قبول فرمائی، مجلس علماء اسلام کی جو رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی، اس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی ناچیز کے سپرد ہوئی، اس دوران لاہور، گوجرانوالہ اور مری کے اجلاسوں میں شرکت کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ حضرت الشیخ کو قریب سے دیکھنے کا شرف نصیب ہوا۔

حضرت والا کی علمی وجاہت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے مختلف اہم موضوعات پر پچاس کے قریب کتب تحریر فرمائیں، جن میں دلائل و براہین گرم اور انداز تحریر نرم ہے، جو مخالف کے دل میں بھی گھر کر لیتا ہے۔

اٹک سے تعلق رکھنے والے ملک کے ایک معروف رائٹر اور مصنف گزرے ہیں ڈاکٹر غلام جیلانی برقؒ، جو مسٹر غلام احمد پرویز کے ہم خیال تھے اور احادیث نبویہ کے منکرین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ انہوں نے ’’دو قرآن‘‘، ’’دو اسلام‘‘ کتابیں لکھیں۔ حضرت والا نے ان کا جواب ’’صرف ایک قرآن‘‘ ’’صرف ایک اسلام‘‘ کے نام سے دیا۔ ڈاکٹر برقؒ نے حضرت والا کی کتب دیکھیں، جن میں ان کے شکوک و شبہات کا بھرپور تعاقب کیا گیا تھا۔ موصوف حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ملاقات ہوئی، اللہ پاک نے ہدایت سے سرفراز فرمایا اور پرویزی خیالات سے توبہ تائب ہوئے۔ یوں حضرت الشیخؒ اس کی ہدایت کا ذریعہ بنے تو موصوف نے غالباً ’’شوق حدیث‘‘ کے نام سے کتاب تحریر فرمائی، جس میں سابق الحادی نظریات سے توبہ تائب ہونے کا اعلان و اظہار تھا۔ ڈاکٹر صاحبؒ بہت اچھے مصنف اور قلمکار تھے، حضرت والا کی برکت سے آئندہ ان کی تحریروں میں شستہ پن آیا اور احادیث نبویہ کا ادب و احترام بھی۔

ایک بار برادر عزیز مولانا محمد عارف شامی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ نے اپنے علاقہ میں تبلیغی پروگرام رکھے۔ ایک پروگرام وزیر آباد کے کسی قصبہ میں تھا۔ گکھڑ منڈی سے ہوکر جانا تھا تو بندہ نے کہا کہ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری اور زیارت بھی ہوجائے۔ چنانچہ شامی صاحب کی معیت میں حضرت والا کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ بچی نے نام پوچھا تو بتلایا کہ حضرت سے کہیں کہ ملتان سے ختم نبوت کے مبلغ آئے ہیں۔ بچی نے بتلایا تو اجازت زیارت ہوئی۔ مصافحہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد بندہ نے اس وقت تازہ چھپ کر آنے والی بندہ کی مرتب کردہ کتاب خطبات امیر شریعت (سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) پیش کی تو نام دیکھ کر شاہ جی کا نام چوما اور آنکھوں سے لگایا اور بہت دعائیں دیں۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضرت! بہت سے خطیبوں سے سنا گیا ہے کہ آپ نے کہیں لکھا یا زبانی ارشاد فرمایا ہے کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری تک زندہ رہوں گا، فرمایا کہ:

’’مسئلہ کچھ اس طرح ہے کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں گرفتار ہوا اور ملتان کی سینٹرل جیل میں پابند سلاسل تھا کہ نیند میں مجھے کسی نے بتلایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام آپ کے کمرہ میں تشریف لا رہے ہیں، میں پریشان ہوا کہ میں جیل میں ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تواضع وضیافت کیا کروں گا؟ خیال آیا ہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئے اور انہیں اوصاف اور علامات کے ساتھ جو احادیث میں مذکور ہیں۔ میں نے مصافحہ ومعانقہ کی سعادت حاصل کی اور عرض کی کہ حضرت جیل میں ہوں، آپ کیا تواضع کروں؟ تو فرمایا کہ ایک پیالی قہوہ پلا دو، تو میں نے قہوہ بنا کر دو پیالیوں میں ڈالا تو وہ دودھ والی چائے نظر آئی۔

حضرت الشیخ نے فرمایا کہ میں نے اپنے استاذ مولانا عبدالقدیرؒ سے خواب کا تذکرہ کیا (جو اوکاڑہ میں بھی مدرس رہے اور راولپنڈی میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کے جامعہ تعلیم القرآن راجہ بازار میں بھی شیخ الحدیث رہے) تو استاذ محترم نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور نصیب ہو۔"

بہر حال حضرت والا نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر مختصر کتاب بھی لکھی، جس میں اپنے خواب کا تذکرہ بھی کیا اور آپ دمشق تشریف لے گئے تا کہ اپنی آنکھوں سے وہ مسجد دیکھ لیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نزول من السماء کے بعد پہلی نماز (نماز فجر) ادا کرنی ہے۔ حضرت والا نے مذکورہ بالا کتاب میں قادیانیوں کے شکوک وشبہات کا رد فرمایا ہے اور اہل اسلام کے دلائل لکھے ہیں۔

حضرت والا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی راہنماؤں امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، شیخ الاسلام مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے، اپنی جامعہ کے سالانہ جلسوں میں قائدین تحریک ختم نبوت کو بلاتے اور ان کے بیانات کراتے، مجلس کے سابق امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشفقانہ تعلقات تھے۔ مجلس کے ہمارے جیسے خدام سے بھی انتہائی شفقت ومحبت فرماتے۔ ڈھیروں دعائیں دیتے اور مسائل میں راہنمائی فرماتے۔ سیاسی زندگی کا آغاز جمعیت علماء ہند کے پلیٹ فارم سے کیا اور آزادی ملک کے لئے اپنی جوانی صرف کی۔ کیونکہ آپ حضرت مدنیؒ کے شاگرد رشید تھے اور حضرت مدنیؒ جمعیت علماء ہند کے صدر گرامی۔ پاکستان بننے کے بعد جمعیت علماء اسلام سے سیاسی وابستگی اختیار فرمائی۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ کے دست راست تھے، کچھ عرصہ گوجرانوالہ جمعیت کے امیر بھی رہے اور جمعیت کے پلیٹ فارم سے دینی سیاست اور ملک کی خدمت کرتے رہے۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں حکومت نے "جامعہ نصرۃ العلوم" گوجرانوالہ کی جامع مسجد نور پر اٹیک کیا تو مسجد کے تحفظ اور واگزاری کے لئے اپنے بھائی حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ اور دوسرے حضرات کے ساتھ مل کر بھرپور تحریک چلائی تا آنکہ بھٹو حکومت کو مسجد سے دستبردار ہونا پڑا۔

جمعیت علماء اسلام نے ملک بھر میں سستا اور فوری انصاف فراہم کرنے کے لئے غیر فوجداری کیسوں کے شرعی اصولوں کے مطابق فیصلہ کرنے کے لئے شرعی عدالتوں کا اعلان کیا تو غالباً حضرت والا کو عدالت عظمیٰ یعنی شریعت اپیلانٹ بیچ کا جج مقرر کیا گیا۔ پنجاب کی زرخیز زمین فتنوں کی آماج گاہ بنی۔ قادیانیت، پرویزیت، انکار حیات النبی، انکار تقلید، انکار حدیث جیسے فتنے اٹھے تو حضرت والا نے تمام فتنوں کے مقابلہ میں بھرپور دلائل و براہین کے ساتھ تمام فتنوں کا تعاقب کیا۔

آپ نے حدیث شریعت شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ اور تفسیر امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ سے پڑھیں اور ثانی الذکر سے مجاز بھی تھے تو دو حسین حضرات کی تعلیم وتربیت نے حسینی جذبات پیدا فرما دیئے۔ اس طرح آپ امام عالی مقام حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما اور اپنے استاذ و شیخ کے ساتھ فتنوں کے تعاقب میں سیسہ پلائی دیوار ثابت ہوئے۔ آپ کی وفات کا سانحہ صرف اولاد کے لئے ہی نہیں بلکہ ملت اسلامیہ کا نقصان عظیم ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور آپ کی تحریر کردہ کتب، تعمیر کردہ جامع مسجد گکھڑ، جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ جہاں آپ ایک عرصہ تک حدیث کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ان سب کو آپ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے، آمین! آپ کی وفات ۴،۵/مئی ۲۰۰۹ء کی درمیانی شب کو ہوئی اور نماز جنازہ اور تدفین ۵/مئی ۲۰۰۹ء بعد نماز عصر ہوئی۔ ☆☆☆

مولانا عبدالرزاق، لودھراں

مولانا عبدالرزاق ضلع لودھراں کے علاقہ دھنوٹ سے جنوب مشرق کی طرف واقع ایک بستی ''مولوی والا'' کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ ناصر العلوم دھنوٹ کے بانی مولانا محمد ناصر سے حاصل کی۔ دورۂ حدیث شریف جامعہ قاسم العلوم ملتان سے کیا۔ آپ نے حدیث شریف مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا فیض احمد ملیسویؒ اور دیگر کبار علماء کرام سے پڑھی اور ۱۹۶۸ء میں سند فراغ حاصل کی۔ علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد علاقہ کے معروف زمیندار دینی شخصیت حاجی محمد حسینؒ کے ہاں تقریباً دس سال تک خدمات سرانجام دیں۔ بعدازاں اپنے علاقہ مولوی والا میں مسجد قائم کرکے علاقہ کے بچوں کو صبح شام قرآن پاک پڑھانے کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ موصوف، ہمارے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے مشکوٰۃ شریف والے سال میں جامعہ قاسم العلوم ملتان میں ہم درس رہے۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے دورۂ حدیث شریف جامعہ مخزن العلوم خان پور سے کیا، جبکہ مرحوم جامعہ قاسم العلوم میں ہی زیرتعلیم رہے، وہ دن جامعہ قاسم العلوم ملتان کے عروج کے دن تھے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ علوم ومعارف کے دریا بہا رہے تھے۔

موصوف نے اپنی اولاد کو بھی دینی علوم سے بہرہ ور کیا۔ آپ کے ایک فرزند ارجمند مولانا عزیزالرحمن ثانی سلمہ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے فاضل ہیں اور ہمارے مرکزی ناظم نشرواشاعت ہیں۔ ایک اور فرزند مولانا الیاس الرحمن سلمہ جامعہ ختم نبوت چناب نگر کے ناظم تعلیمات اور مدرس ہیں۔ پوتے، پوتیاں، نواسے نواسیاں دینی تعلیم سے بہرہ ور ہیں۔ آپ کے داماد مولانا محمد عارف شامی سلمہ ہمارے گوجرانوالہ کے مبلغ ہیں۔ غرضیکہ آپ کی توجہات سے نسل نو دینی تعلیم سے بہرہ ور ہوئی اور دینی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ موصوف سادہ منش عالم دین تھے۔ اللہ پاک نے دین کے ساتھ دنیا سے سرفراز فرمایا تھا، کچھ زرعی رقبہ بھی ہے۔ اس پر ٹیوب ویل بھی لگایا ہوا ہے۔ ایک بیٹے حافظ شفیق الرحمن انجینئر ہیں، لیکن اپنے علاقہ میں کریانہ کی دکان چلارہے ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں خوش نصیب بنایا کہ ان کی اولاد دینی ودنیوی اعتبار سے خوشحال ہے۔

۱۸ر رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ کو مولانا عزیزالرحمن ثانی کا فون آیا کہ آپ (راقم) کے ایک بھتیجے ڈاکٹر ہیں، آج کل کہاں ہیں؟ راقم نے کہا کہ وہ ملتان چلڈرن ہسپتال میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ راقم نے استفسار کیا کہ خیر ہے؟ بتلایا کہ میرے والد کو فالج کا اٹیک ہوا ہے اور بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں داخل ہیں اور کومہ میں ہیں۔ اتفاق سے ڈاکٹر حافظ محمد کاشف بھی راقم کے ہاں آگئے، بات کرادی۔ بہرحال تین چار روز زیرعلاج رہ کر اس دنیا فانی سے کوچ کیا اور اپنے اللہ تعالیٰ کے ہاں سرخرو ہوگئے۔

۲۱ر رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ مطابق ۴رمئی ۲۰۲۱ء کو ساڑھے سات بجے ان کی نماز جنازہ ان کے فرزند ارجمند مولانا ثانی عزیزالرحمن کی اقتدا میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔

ملتان سے مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی قیادت میں مولانا وسیم اسلم، لاہور سے قاری جمیل الرحمن اختر، پیر رضوان نفیس، قاری سعید احمد گجر، مولانا قاسم گجر، سید جنید بخاری، شجاع آباد سے راقم اور جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے شیخ الحدیث مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ کی امارت و قیادت میں اساتذۂ کرام قاری عبیدالرحمن، حافظ غلام یٰسین اور دیگر ساتھی جنازہ میں شریک ہوئے اور انہیں آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ، واعف عنہ، وعافیہ وبرد مضجعہ۔

جلسہ ختم نبوت کوٹ سلطان پور

کوٹ سلطان میں معروف خطیب مولانا اختر ندیم سلمہ نے جامع مسجد اقصیٰ کے نام سے خوبصورت مسجد قائم کی ہے۔ جہاں ۴رجون ۲۰۲۱ء مغرب سے عشاء تک جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا۔ صدارت قاری شبیر احمد جھبرکلاں نے کی۔ مہمان خصوصی جمیعت علماء اسلام کے رہنما مولانا قدرت اللہ عارف تھے۔ حافظ محمد شریف محمودی کی نظم کے بعد مولانا عبدالرزاق مجاہد اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ کوٹ سلطان پور سے سفر کرکے اوکاڑہ کے چک نمبر ۵۲ میں قائم مدرسہ محمودیہ تحفیظ القرآن میں رات قیام آرام ہوا اور صبح کی نماز کے بعد اسی مسجد میں بیان ہوا۔ یہ مدرسہ اور مسجد راجپوت مسلمانوں نے بنائی ہے۔ خوبصورت مسجد ہے اور مدرسہ میں مدرس بھی راجپوت برادری سے تعلق رکھتے ہیں، صبح درس سے فارغ ہوکر ہم نے ملتان کا سفر کیا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب

قسط:۱۹

حافظ محمود راجا، سجاول

ایک حدیث میں ہے کہ ہر گناہ کی سزا اللہ جل شانہٗ آخرت پر مؤخر فرما دیتے ہیں، لیکن والدین کی نافرمانی کی سزا بہت جلد دنیا میں دے دیتے ہیں۔ (جامع الصغیر)

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چند کلمے ایسے ہیں کہ جو شخص مجلس سے اٹھنے کے وقت تین مرتبہ ان کو پڑھے تو وہ مجلس کی گفتگو کے لئے کفارہ ہو جاتے ہیں اور اگر مجلس کے اخیر میں پڑھے جائیں تو (اس مجلس کے خیر ہونے پر) ان سے مہر لگ جاتی ہے، جیسا کہ خط کے ختم پر مہر لگائی جاتی ہے، وہ کلمات یہ ہیں: ”سبحانک اللّٰھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک و اتوب الیک۔“ (ابوداؤد)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ اپنی زبان کو خیر کے علاوہ سے محفوظ رکھو کہ اس کے ذریعہ سے تم شیطان پر غالب رہو گے۔ (فضائل صدقات، شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، مدینہ منورہ کی ایک گلی میں چلتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگئی، میں نے سلام کیا اور لنگی کے متعلق مسئلہ دریافت کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پنڈلی کے موٹے حصے تک ہونی چاہئے اور اگر تجھے اتنی اونچی پسند نہ ہو تو تھوڑی اور نیچے تک سہی اور یہ بھی پسند نہ ہو تو ٹخنوں کے اوپر تک اور یہ بھی پسند نہ ہو تو (آگے گنجائش نہیں اس لئے کہ) اللہ جل شانہٗ متکبر و فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے (اور ٹخنوں لنگی یا پاجامہ کو لٹکانا تکبر میں داخل ہے) پھر میں نے کسی کے ساتھ بھلائی اور احسان کے بارے میں دریافت کیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلائی کو حقیر نہ سمجھو، چاہے رسی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، جوتے کا تسمہ ہی کیوں نہ ہو، کسی پانی مانگنے والے کے برتن میں پانی کا ڈول ہی ڈال دو، راستہ میں کوئی اذیت دینے والی چیز ہو اس کو ہٹا دو، حتیٰ کہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے بات ہی سہی اور اگر کوئی شخص تمہارے عیب کو ظاہر کرے اور تمہیں اس کے اندر کوئی دوسرا عیب معلوم ہو تو تم اس کو ظاہر نہ کرو، تمہیں اس اخفاء کا ثواب ملے گا۔ اس کو اس اظہار کا گناہ ہوگا اور جس کام کو تم یہ سمجھو کہ کسی کو اس کی خبر نہ ہو، اس کو نہ کرو (کہ یہ علامت اس کے برا ہونے کی ہے)۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ استنجے کے لئے جنگل تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کسی باغ میں کسی ٹیلہ وغیرہ کی آڑ میں ضرورت سے فراغت حاصل کرتے تھے، ایک مرتبہ اس ضرورت سے ایک باغ میں تشریف لے گئے، تو وہاں ایک اونٹ تھا جو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بڑانے لگا، اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، اس کے کانوں کی جڑ پر شفقت کا ہاتھ پھیرا، جس سے وہ چپکا ہوا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاریؓ تشریف لائے اور عرض کیا کہ میرا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس اللہ سے نہیں ڈرتے جس نے تمہیں اس کا مالک بنایا، یہ اونٹ تمہاری شکایت کرتا ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ لیتے ہو۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گدھے کو دیکھا کہ اس کے منہ پہ داغ دیا گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو اب تک یہ معلوم نہیں کہ میں نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو جانور کے منہ پر داغ دے یا منہ پر مارے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں ایک اونٹ نظر اقدس سے گزرا، جس کا پیٹ کمر سے لگ رہا تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہا کرو، ان کی اچھی حالت میں

ان پر سوار ہوا کرو اور اچھی حالت میں ان کو ذبح کر کے کھایا کرو۔(ابوداؤد شریف)

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہے کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس کے دونوں جانب تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں۔ پہلی سطر میں ’’لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ لکھا تھا، دوسری سطر میں:’’ما قدمنا وجدنا وما اکلنا ربحنا، وما خلفنا خسرنا‘‘(جو ہم نے آگے بھیج دیا وہ پالیا اور جو کھایا وہ نفع میں رہا اور جو کچھ چھوڑ آئے وہ نقصان میں رہا، اور تیسری سطر میں لکھا تھا:’’امۃ مذنبۃ ورب غفور‘‘(امت گناہگار اور رب بخشنے والا ہے)۔(برکات ذکر، فضائل اعمال)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں چھ چیزوں کی نصیحت کرتا ہوں، سب سے پہلی چیز اللہ پر بھروسہ اور یقین، ان چیزوں کا جن کا اللہ جل شانہٗ نے خود ذمہ لے رکھا ہے، دوسرے اللہ تعالیٰ کے فرائض کو اپنے اپنے وقت پر ادا کرنا، تیسرے زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر و تازہ رہے، چوتھے شیطان کا کہنا نہ ماننا کہ وہ ساری مخلوق سے حسد رکھتا ہے، پانچویں دنیا کے آباد کرنے میں مشغول نہ ہونا کہ وہ آخرت کو برباد کرے گی، چھٹے مسلمانوں کی خیر خواہی کا ہر وقت خیال رکھنا۔(فضائل صدقات)

’’وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ.‘‘(الاحقاف:۱۵،۱۶)

صاحب خازن نے یہ لکھا ہے کہ یہ آیت شریفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی کہ ابتداً ان کی رفاقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شام کے سفر میں ہوئی تھی، جبکہ ان کی عمر اٹھارہ سال تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس سال کی تھی۔ اس سفر میں راستے میں ایک بیری کے درخت کے پاس ان دونوں حضرات کا قیام ہوا، وہاں ایک راہب تھا، حضرت ابوبکرؓ اس سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے سائے میں تشریف فرما رہے، اس راہب نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ یہ جو شخص درخت کے نیچے ہے کون ہے، آپؓ نے فرمایا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب، راہب نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ نبی ہیں، حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ صلوٰۃ والسلام کے بعد سے اس درخت کے نیچے کوئی نہیں بیٹھا، یہی نبی آخر الزماں ہیں۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس سال کی ہوئی اور آپ کو نبوت ملی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ مسلمان ہوئے اور دو برس بعد جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو یہ دعا کی۔’’رب اوزعنی ان اشکر بنعمتک التی انعمت علی وعلیٰ والدی‘‘ کہ مجھے توفیق دیجئے کہ میں اس نعمت کا شکر ادا کروں جو مجھ پر اور میرے والدین پر ہوئی۔(خازن)

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دونوں نواسے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ میں سے ایک موجود تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیار کیا، اقرع بن حابس، قبیلہ تمیم کا سردار بھی وہاں موجود تھا۔ کہنے لگا کہ میرے دس بیٹے ہیں، میں نے ان میں سے کبھی کسی کو پیار نہیں کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف ناراضی کی نگاہ سے دیکھا اور فرمایا: جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم کیا بھی نہیں جاتا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بدو نے عرض کیا کہ تم بچوں کو پیار کرتے ہو، ہم تو نہیں کرتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کا کیا علاج کروں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت کا مادہ نکال دیا۔(ترغیب)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان میں تشریف لے گئے، وہاں چند قریش کے حضرات بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سلطنت اور حکومت کا سلسلہ قریش میں رہے گا، جب تک کہ وہ یہ معمول رکھیں کہ جو ان سے رحم کی درخواست کرے اس پر رحم کریں، جب کوئی حکم لگائیں تو عدل کا لحاظ رکھیں، جب کوئی چیز تقسیم کریں تو انصاف کو اختیار کریں اور جو شخص ان امور کا خیال نہ کرے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت، سارے آدمیوں کی لعنت۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان میں تشریف لے گئے، جہاں پر

مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت تشریف رکھتی تھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتا دیکھ کر ہر شخص اپنی جگہ سے ہٹ گیا اس امید پر کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف رکھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر تشریف فرما رہے اور دروازہ کی دونوں جانبوں پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ میرا تم پر بہت حق ہے، یہ امر سلطنت کا قریش میں رہے گا جب تک وہ تین باتوں کا اہتمام رکھیں: (۱) جو شخص ان سے رحم کی درخواست کرے اس پر رحم کریں، (۲) جو فیصلہ کریں انصاف سے کریں، (۳) جو معاہدہ کسی سے کرلیں اس کو پورا کریں اور جو شخص ایسا نہ کرے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، فرشتوں کی لعنت ہے، تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ جب تمہارا کوئی خادم تمہارے لئے کوئی چیز پکا کر لائے اس کی گرمی اور دھویں کی مشقت اس نے اٹھائی ہے تو تمہیں چاہئے کہ اس کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک کرو۔ اگر اتنی مقدار نہ ہو کہ اپنے ساتھ شریک کرسکو تو اس میں سے تھوڑا سا بھی دے دو۔ (مشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا عبادت ہے اور ان کے ساتھ بدخلقی برتنا بدبختی ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص ایک چڑیا کو بھی بغیر حق کے ذبح کرے گا، قیامت کے دن اس سے مطالبہ ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کا حق کیا ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذبح کرکے اس کو کھایا جائے، یہ نہیں کہ ذبح کرکے پھینک دی جائے۔ بہت سی احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ غلام جو کہ تمہارے ماتحت ہیں، ان کو اس چیز سے کھلاؤ جس سے خود کھاتے ہو، اس چیز سے پہناؤ جس سے خود پہنتے ہو اور جس سے موافقت نہ آئے اس کو فروخت کردو، اس کو عذاب میں مبتلا کرنے کا کوئی حق نہیں۔ (ترغیب)

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے میرے رب نے نو باتوں کا حکم دیا ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ شانہٗ کا خوف ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی، (۲) انصاف کی بات خوشی میں بھی اور غصہ میں بھی، (۳) میانہ روی، فقر کی حالت میں بھی اور وسعت کی حالت میں بھی، (۴) جو شخص مجھ سے قطع تعلق کرے، میں اس کے ساتھ بھی تعلقات وابستہ کروں، (۵) جو شخص مجھے اپنی عطا سے محروم کرے، میں اس کے ساتھ حسن سلوک کروں، (۶) جو شخص مجھ پر ظلم کرے، اس کو معاف کردوں، (۷) میرا سکوت آخرت کا یا اللہ تعالیٰ کی آیات کا فکر ہو، میری گویائی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو، (۸) میری نظر عبرت ہو (یعنی جس چیز کو دیکھوں عبرت کی نگاہ سے دیکھوں، (۹) اور میں نیک کام کا حکم کرتا رہوں۔ (مشکوٰۃ)

وفد ہوازن کا قصہ نہایت مشہور ہے کہ جب وہ شکست کھانے کے بعد، مسلمان ہوکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ غنیمت میں جو قیدی اور مال ان کا لیا گیا ہے وہ ان کو واپس مل جائے، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مصالح کی بنا پر یہ وعدہ فرمایا کہ دونوں چیزیں تو واپس نہیں ہوسکتیں، ان میں سے ایک واپس ہوسکتی ہے، انہوں نے قیدیوں کے واپس مل جانے کی درخواست کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانوں سے جن کا ان میں حق تھا یہ اعلان فرمایا کہ میں نے ان کے قیدی واپس کرنے کا وعدہ کرلیا ہے، تم میں سے جو شخص طیب خاطر سے اپنا حصہ مفت میں دے دے، اور جو اس کو پسند نہ کرے ہم اس کا بدل اس کو دے دیں گے۔ مجمع نے عرض کیا کہ ہم طیب خاطر سے پیش کرتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجمع کے درمیان میں یہ صحیح طور پر پتہ نہیں چل سکتا کہ کس کی خوشی سے اجازت ہے کس کی نہیں، اس لئے تمہارے چوہدری تم سے علیحدہ علیحدہ بات کرکے تمہاری رضا کی مجھے اطلاع کردیں۔ (بخاری)

احد کی لڑائی میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت حملہ کیا گیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوگیا، لوگوں نے کفار کو بددعا کی درخواست کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یا اللہ! میری قوم کو ہدایت فرما کہ یہ لوگ ناواقف ہیں، حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آپ بھی حضرت نوح علیہ السلام کی طرح بددعا کرتے تو ہم سب کے سب ہلاک ہوجاتے کہ آپ کو ہر قسم کی تکالیف پہنچائی گئیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ یا اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما کہ وہ جانتے نہیں۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ ان حالات کو بڑے غور سے دیکھنا چاہئے کہ کس قدر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ اور جود و کرم کی انتہا ہے کہ ان

سخت سے سخت تکلیفوں پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مغفرت کی، کبھی ہدایت کی دعائیں ہی کرتے رہے۔

غوات بن حارث کا قصہ مشہور ہے، جب ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تنہا سو رہے تھے، وہ تلوار ہاتھ میں لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ اس وقت کھلی جبکہ وہ تلوار سونتے ہوئے پاس کھڑا تھا، اس نے للکار کہا کہ بتا اب تجھے بچانے والا کون ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جل شانہٗ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ اس کے ہاتھ کو کپکپی ہوئی اور تلوار ہاتھ سے گر گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا کہ اب تو بتا کہ تجھے بچانے والا کون ہے؟ وہ کہنے لگا کہ آپ بہترین تلوار لینے والے ہیں، (یعنی معاف فرمائیں) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرمادیا۔

یہودی عورت کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دینے کا واقعہ بھی مشہور ہے اور اس عورت نے اس کا اقرار بھی کرلیا کہ میں نے زہر دیا، لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا انتقام نہیں لیا۔ لبید بن اعصم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم بھی ہوگیا، لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کا چرچا بھی گوارا نہ کیا، غرض دو چار واقعات نہیں ہزاروں واقعات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر رحم وکرم کے ہیں۔ (شفا)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھ پر تین دن کا فاقہ تھا، مجھے کچھ کھانے کو نہ ملا، میں صفہ پر جارہا تھا کہ راستہ میں گرگیا، بچے کہنے لگے کہ ابوہریرہ کو جنون ہوگیا، میں نے کہا کہ جنون تو تمہیں ہورہا ہے، بالآخر میں صُفّہ تک پہنچا، وہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو پیالے ثرید کے کہیں سے آئے ہوئے تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صُفّہ کو کھلا رہے تھے، میں بھی سر اوپر کو اٹھا رہا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مجھ پر پڑ جائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو بھی بلالیں حتیٰ کہ سب فارغ ہوگئے اور پیالوں میں کچھ بھی نہ بچا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیالوں کو اپنے دست مبارک سے چاروں طرف سے پونچھا تو ایک لقمہ بن گیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں پر وہ لقمہ رکھ کر مجھ سے فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر اس کو کھاؤ، میں نے اس کو کھایا تو پیٹ بھر گیا۔

حضرت فضالہ بن عبیدؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر تشریف فرما ہوتے تو اصحاب صُفّہ میں سے بعض لوگ بھوک کی شدت سے کھڑے کھڑے گر جاتے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نظر التفات فرما کہ ارشاد فرماتے کہ اگر تمہیں معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں تمہارے لئے کیا درجہ ہے تو اس سے زیادہ فقر وفاقہ کو پسند کرنے لگو۔ (ترغیب)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں ایک انصاریؓ نے آکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ایک ٹاٹ ہے جس کو آدھا بچھا لیتے ہیں اور آدھے کو اوڑھ لیتے ہیں، اور ایک پیالہ ہے پانی پینے کو، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں چیزیں منگائیں اور دو درہم میں نیلام کردیں، اور وہ ان کو دیئے کہ ایک درہم کا غلہ خرید کر گھر دے آویں اور دوسرے درہم کا کلہاڑی کا پھلڑا خرید کر لائیں وہ لے کر آئے تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس میں لکڑی یعنی دستہ لگایا، اور فرمایا کہ جاؤ لکڑیاں کاٹ کر بیچو، پندرہ دن تک تمہیں یہاں نہ دیکھوں، انہوں نے ارشاد مبارک کی تعمیل کی اور پندرہویں دن دس درہم کما کر لائے، جن میں کچھ کا غلہ خریدا اور کچھ کا کپڑا خریدا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اچھا ہے سوال کرنے سے کہ بھیک مانگنے سے قیامت کے دن تمہارے چہرہ پر داغ ہوتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرنے کی صرف تین آدمیوں کے لئے گنجائش ہے، ایک اس شخص کے لئے جس کا فقر ہلاک کرنے والا ہو یا جس پر کوئی تاوان سخت پڑ گیا ہو، تیسرے جو دردناک خون کے معاملہ میں پھنس گیا ہو۔ ان تین حالتوں میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال ہی کی اجازت دی اور خود یہ صاحب واقعہ جس فقر میں مبتلا تھے ان کو نہ تو سوال کی اجازت دی، نہ ان پر کسی نفقہ واجب فرمایا۔ غرض ہزاروں واقعات کتب احادیث میں اس کے شاہد ہیں کہ جہاں تک وجوب کا تعلق ہے وہ صرف زکوٰۃ ہے، اس کا اضافہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور قول میں ہے کہ صدقہ میں تعدی اور افراط کرنے والا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کو نہ دینے والا، کا مصداق ہے۔

(جاری ہے)

واقعہ سورۂ فیل

مولانا عبدالمتین، لیاری

پس منظر:

ا:... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے 50-55 دن پہلے اصحاب الفیل کا واقعہ پیش آیا۔

۲:... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی پیشین گوئی کے طور پر یہ واقعہ پیش آیا جسے ارہاصات کے تحت ذکر کیا جاتا ہے۔

۳:... یمن کے علاقے میں ابرہہ نامی ایک شدت پسند عیسائی بادشاہ تھا وہ دیکھتا کہ لوگ دور دور سے سفر کرکے مکہ مکرمہ حج کرنے کیوں جاتے ہیں، اسے اس بات کا حسد تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ بیت اللہ سے زیادہ خوب صورت عمارت بنائے گا تاکہ لوگ اس پرانی عمارت کی بجائے اس جدید عمارت کا حج کیا کریں، اس طرح لوگوں کا رخ بدل جائے گا اور وہ وہاں نہیں جائیں گے۔

لیکن چونکہ بیت اللہ کی عمارت کی اصل شان وشوکت یہ تھی کہ یہ اللہ کے حکم سے اس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام نے بنائی تھی۔ اسی لئے ایک شخص نے ابرہہ کی بنائی اس عمارت کے خلاف جاتے ہوئے اس میں غلاظت کرلی۔ ابرہہ کو اس بات کا شدید غصہ ہوا اور اس نے قسم اٹھائی کہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک بیت اللہ کو گرانہ دوں۔ چونکہ وہ حکمرانی اور طاقت کے نشے میں مست ومغرور تھا اس لئے وہ ایک بہت بڑا لشکر ساٹھ ہزار (60,000) پر مشتمل لے کر کعبہ کی طرف جا نکلا۔

راستے میں بہت سے عرب قبائل سے مقابلہ ہوا لیکن سب کو شکست دیتا گیا۔ یہاں تک کہ وادی محسّر جو کہ مکہ اور طائف کے بیچ ایک وادی ہے وہاں پہنچ کر اس نے حضرت عبدالمطلب کے 200 اونٹوں پر قبضہ کرلیا۔

جب مکہ والوں کو پتہ چلا کہ ایک بہت بڑا طاقتور بادشاہ ان کے کعبہ کو گرانے آیا ہے تو سب نے مل بیٹھ کر مشورہ کیا اور مشورے کے نتیجے میں یہ طے ہوا کہ چونکہ ہمارے پاس کوئی حکومت اور بہت بڑی طاقت نہیں ہے جس کے ذریعے ہم لڑ سکیں، اسی لئے انہوں نے ابرہہ سے لڑنے کی بجائے کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر دعائیں مانگنا شروع کیں۔

اس زمانے میں رومی اور ایرانی سلطنت دو بڑی حکمران طاقتیں تھیں لیکن جزیرۃ العرب میں کوئی حکومت نہیں تھی بلکہ جزیرۃ العرب کی پہلی باضابطہ قائم ہونے والی حکومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں قائم کی۔

حکومت وانتظام نہ ہونے کے سبب اہل مکہ نے ابرہہ کا مقابلہ نہیں کیا، اسی دوران حضرت عبدالمطلب کو جب پتہ چلا کہ ان کے اونٹوں کو قبضہ میں لیا گیا ہے تو انہوں نے ابرہہ سے جاکر ملاقات کی لیکن جب وہ ابرہہ سے ملنے آرہے تھے، ابرہہ نے دور سے ان کو دیکھا تو بے ساختہ کھڑے ہوگیا کیوں کہ حضرت عبدالمطلب ایک بارعب شخصیت کے مالک تھے اور قدآور بھی تھے اسی لئے وہ سہم گیا اور سمجھا کہ وہ بیت اللہ کے بارے میں بات کرنے آئے ہیں، بہرحال

ختم نبوت کانفرنس، شاہدرہ

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شاہدرہ لاہور کا اجلاس دفتر ختم نبوت رچنا ٹاؤن میں بزرگ عالم دین مولانا مفتی مختار احمد کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا شبیر احمد عثمانی، قاری محمد اقبال، مولانا خالد محمود، مفتی سیف اللہ ربانی، مولانا زید معاویہ گجر، مولانا محمود الحسن قاسمی، مولانا آصف مغل، مولانا محمد شکیل احمد نفیسی، مولانا محمد قاسم، دمولانا سید جنید بخاری، حافظ حفیظ احمد، حافظ محمد طاہر عمران ودیگر معززین علاقہ نے شرکت کی۔ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ۹/ اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء شاہدرہ میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے گی۔ کانفرنس کی تیاری کے سلسلے میں علماء اور کارکنان ختم نبوت کا اجلاس ۱۳/ جون بروز اتوار بعد از نماز ظہر جامعہ قاسمیہ لاچپت روڈ شاہدرہ میں ہوگا، جس میں لاہور کی رابطہ کمیٹی خصوصی طور پر شرکت کرے گی۔

حضرت عبدالمطلب نے ابرہہ سے اپنے اونٹوں کا مطالبہ کیا اور کہا کہ میں فقط اونٹوں کا مالک ہوں، اسی لئے ان کا مطالبہ کرنے آیا ہوں۔ باقی جو کعبہ کا مالک ہے اس کی حفاظت وہی کرے گا۔ ابرہہ نے جواب میں متکبرانہ انداز سے کہا کہ آج تمہارا خدا بھی مجھے کعبے کو گرانے سے نہیں روک سکتا۔

اگلے ہی دن ابرہہ نے طاقتور ہاتھیوں کے پیروں میں رسیاں ڈالیں اور دوسرا سرا کعبے سے جوڑ دیا لیکن وہ ہاتھی کعبے کو گرانے کی سمت نہیں چلا اور جب ہاتھی کو یمن کی جانب موڑا جاتا تو وہ فوراً حرکت میں آجاتا۔ اسی دوران سمندر کی جانب سے چھوٹے چھوٹے پرندوں کا ایک جھنڈ منہ اور پیروں میں مٹی کے کنکر لئے ابرہہ کے لشکر پر حملہ آور ہوا اور اس معصوم اور کمزور مخلوق نے ابرہہ کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔

"اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ."

ترجمہ: ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ کیا سلوک کیا آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ۔''

۱:... ''اَلَمْ تَرَ'' کا اسلوب یہاں اس وجہ سے اختیار کیا کہ اصحاب الفیل مکہ والوں کا آنکھوں دیکھا واقعہ تھا اور اس کا زمانہ بھی قریب کا تھا۔

۲:... اللہ رب العزت کفار مکہ کو تنبیہ کر رہے ہیں کہ یاد ہے؟ تم کتنے بے بس تھے ابرہہ کے لشکر کے سامنے اور ہم نے تمہاری کیسے غیبی مدد کی۔ لہٰذا تم کو شکر گزار بن کر اسی رب کے رسول کی بات کو مان لینا چاہئے۔

۳:... مزید یہ سمجھا دیا کہ جس طرح میں نے ابرہہ کو بیت اللہ کی بے حرمتی پر ناکام کر دیا تھا ایسے ہی تم کو بھی اپنے رسول کی بے اکرامی پر سزا دے سکتا ہوں۔

"اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ."

ترجمہ: ''کیا نہیں کر دیا ان کے منصوبے کو ناکام۔''

۱:... اللہ رب العزت اس آیت میں ابرہہ کے منصوبے کا ذکر کر رہے ہیں جو کہ اپنی سوچ میں بہت بڑا منصوبہ لے کر آیا تھا۔ 60 ہزار کی فوج اور بہت بڑا منصب، اثر و رسوخ، طاقت و اختیار اور اہل مکہ کی کمزوری و لاچاری نے اس کو مزید جری بنا دیا تھا۔

۲:... ابرہہ کا منصوبہ اس کے خیال میں بہت آسانی کے ساتھ پورا ہو رہا تھا، اسے منصوبے کی تکمیل میں بظاہر کسی بھی رکاوٹ کا سامنا نہیں تھا۔

۳:... اللہ رب العزت نے اس کے منصوبے کو کامیابی کے تمام مادّی وسائل میسر ہونے کے باوجود ناکام بنا دیا۔

۴:... اسی لئے اللہ رب العزت قرآن کریم میں فرماتے ہیں: ''وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ.'' (سورۃ الانفال:30)

اور اللہ بہترین منصوبہ ساز ہے۔ عربی مقولہ ہے کہ: ''نَحْنُ نُدَبِّرُ وَاللّٰہُ یُقَدِّرُ'' ہم دن رات تدبیر کرتے ہیں اور اللہ ایک بارگی تقدیر کا کھیل دکھاتے ہیں۔

۵:... معلوم ہوا کہ کامیابی کا دار و مدار ظاہری امور سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشا سے تعلق رکھتا ہے، اگر اللہ کی رضا شامل ہو تو ناکامی کی انتہا میں بھی کامیابی کا تاج سروں پر سج جاتا ہے، جیسے ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں جلنے سے بچ جانا اور اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی شامل نہ ہو تو کامیابی کے بیچوں بیچ ناکامی کا تماشہ لگ جاتا ہے جیسے فرعون کا غرور، قارون کی دولت، نمرود اور

اظہارِ غم.....

مئی کا مہینہ ہمارے خاندان کے لئے گراں ثابت ہوا۔ ۱۶ مئی ۲۰۲۱ء کو راقم کی پھوپھی زاد بہن زوجہ ماسٹر منظور احمد، والدہ محترمہ مولانا محمد شاہد لاہور کا انتقال ہوا، جو کئی دنوں سے کومہ میں تھیں۔ جبکہ ۱۷ مئی کو راقم کی بھابھی صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر محمد اسحاق والدہ مکرمہ ڈاکٹر کاشف احمد سلمہ کا انتقال ہوا۔ جو میرے بڑے بیٹے مولانا ابوبکر صدیقؒ کی خوشدامن تھیں۔ عزیزی کی وفات کے بعد مرحومہ نے عزیزی کے بچوں کو اپنے گھر بلا لیا اور عزیزی کی بیوہ نے عدت بھی مرحومہ کے ہاں گزاری۔ والدین کا متبادل تو دنیا میں نہیں، لیکن مرحومہ اور برادر عزیز ڈاکٹر محمد اسحاق نے عزیزی کی وفات کے خلا کو پُر کرنے کی کوشش کی۔ مرحومہ کی وفات سے عزیزی قاری ابوبکر صدیقؒ کے بچے دوسری دفعہ یتیم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ جو صوم وصلوٰۃ اور تہجد کی پابند تھیں کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور میرے بچوں کی خود کفالت فرمائیں۔ مرحومہ اول بھی صالحہ خاتون تھیں صوم وصلوٰۃ کی پابند۔ اللہ پاک ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دیں اور ان کی سیئات سے درگزر فرمائیں، حسنات کو قبول فرمائیں۔ سیئات کو حسنات سے مبدل فرمائیں۔ آمین ثم آمین یا الٰہ العالمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

ابرہہ کی حکومت کے باوجود ناکام ہوجانا۔

"وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ."

ترجمہ: "اور بھیجے ان پر پرندے جھنڈ کی شکل میں۔"

ا:... اس آیت میں اللہ رب العزت اس طریقہ کار کا ذکر فرمارہے ہیں جس کے ذریعے ابرہہ کا لشکر یعنی اصحاب الفیل ناکام ہوئے۔

۲:... طریقہ کار یہ تھا کہ اللہ نے ابرہہ کے عظیم اور طاقتور لشکر کے مقابلے میں قلیل اور انتہائی کمزور مخلوق یعنی پرندے مقابلے کے لئے بھیجے۔

۳:... اللہ رب العزت اصحاب الفیل کو ناکام کرنے کے لئے کوئی بہت بڑا انتظام بھی کرسکتے تھے، لیکن ان چھوٹے چھوٹے پرندوں کو بھیج کر اللہ رب العزت نے یہ بات سمجھادی کہ جب اتنے چھوٹے پرندوں کے ذریعے اتنا بڑا کام ہوسکتا ہے تو اندازہ لگائیں کسی بڑی مخلوق کے ذریعے کیا کچھ ہوسکتا ہے۔

۴:... یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ اس کمزور مخلوق کو بھیج کر اللہ رب العزت نے ابرہہ کے غرور اور دعوے کی حیثیت واضح کردی کہ تم کعبۃ اللہ کو ڈھانے کے دعوے کرتے تھے وہ تو ایک بہت بڑا دعویٰ ہے، پہلے ان کمزور جسم پرندوں کا مقابلہ تو کرکے دکھاؤ۔

۵:... درحقیقت معاملہ پرندوں کا نہیں بلکہ اس ذات کی قدرت کا ہے جس نے پرندوں کو روانہ کیا۔ یعنی اللہ رب العزت جب کوئی کام لینا چاہیں تو کسی بھی ذریعے سے اس کی راہ ہموار کرلیتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت ظالم وقت فرعون کے گھر میں کردکھائی۔

۶:... یہاں اس کے ضابطے کا اظہار ضروری ہے کہ عربی میں "ابابیل" کسی پرندے کا نام نہیں ہے، بلکہ پرندے جب گروپ کی شکل میں ایک ساتھ ہوتے ہیں تو اس ترتیب کو ابابیل کہا جاتا ہے اسی لئے سورت میں پرندوں کے ذکر کے لئے "طَيْرًا" کا لفظ الگ سے ذکر ہے۔

۷:... ابابیل کی کمزوری اور اللہ کی قدرت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسان دنیا میں جو بھی کام کرے وہ اپنی قدرت وصلاحیت کو دیکھ کر نہیں بلکہ اللہ کی قدرت اور اس کی ذات پر توکل اور بھروسہ کرکے کرے۔

تو طیر ابابیل سے ہرگز نہیں کمزور
بیچارگی پر اپنی نہ جا شانِ خدا دیکھ

"تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ."

ترجمہ: "جو پھینک رہے تھے ان پر کنکر مٹی کے۔"

ا:... اس آیت میں اللہ رب العزت پرندوں کے حملے کی نوعیت کا ذکر فرمارہے ہیں کہ وہ ان پر مٹی کے کنکر پھینک رہے تھے۔ ہر پرندے کے پاس کل تین کنکر ہوتے جن میں ایک انکی چونچ میں اور دو پنجوں میں۔

۲:... جب یہ کنکر اصحاب الفیل پر پڑتا تو ہاتھی بان کو ہاتھی سمیت ہلاک کردیتا۔

۳:... کنکر کا سائز چنے کی دال یا اس سے کچھ کم تھا۔

۴:... کنکر بھی کچی مٹی کے تھے۔

۵:... اللہ رب العزت نے اس پورے منظر میں ابرہہ اور اس کے لشکر کو انتہائی مضبوط اور مقابل پرندوں کو انتہائی کمزوری کے ساتھ دکھایا ہے لیکن نتیجہ کمزوری کے حق میں آجاتا ہے جس سے اللہ رب العزت کی قدرت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

"فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ."

ترجمہ: "پھر بنا دیا ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح۔"

ا:... ان پرندوں نے لشکر کی ایسی حالت کردی جیسے بھوسے کی حالت جانور کے کھانے کے بعد ہوتی ہے۔ ان کے دعوے، نعرے، شور مچاتے حملے اور غرور وانا کی ہوا نکل گئی۔

۲:... اصحاب الفیل میں بہت سے وہیں ہلاک ہوئے اور بہت سے راہ چلتے ہلاک ہوئے اور ابرہہ کی یہ حالت ہوئی کہ وہ یمن پہنچا اور اسے ایسی بیماری لاحق ہوئی کہ اس کے جسم کے اعضا گرنے لگ گئے، بالآخر وہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوا۔

نتیجہ:

ا:... اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ آپ پریشان نہ ہوں، اللہ کی قادر ذات آپ کی بھی ایسی ہی حفاظت کرے گی جیسی حفاظت اپنے گھر کی ابرہہ کے لشکر سے کی۔

۲:... حکومت، طاقت، منصب اور عہدوں کے نشے میں مست مغرور لوگوں کے لئے اس سورت میں ایک پیغام ہے کہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے اور وہ ایسی پکڑ ہے کہ جس کے لئے اسباب، وسائل اور منصب کے سہارے کی ضرورت نہیں۔

۳:... اللہ کی مدد ہر اُس شخص کے ساتھ ہے جو اس کے ساتھ قرب کا تعلق رکھے پھر چاہے وہ کتنا ہی بے بس، کمزور، غریب، مظلوم ہی کیوں نہ ہو اور اس کے مقابلے میں چاہے کتنی ہی بڑی طاقت کیوں نہ ہو اللہ رب العزت کا فیصلہ اسی مظلوم کے حق میں ہوگا، ان شاء اللہ۔ ☆☆

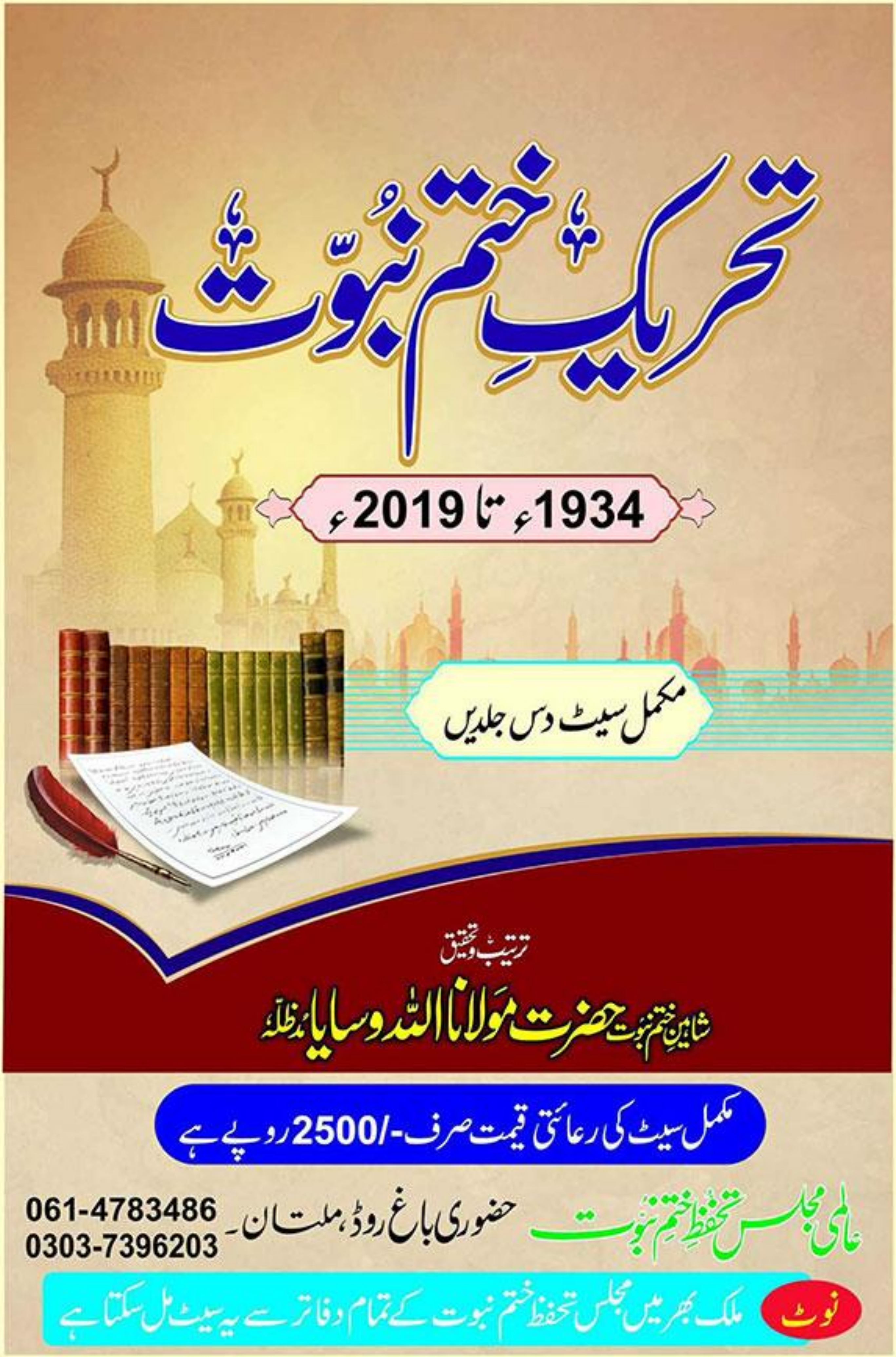
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب و تحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے